ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

اللہ اکبر — غلام احمد قادیانی

الفضل قادیان

The ALFAZL QADIAN.

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۱۵۳۵

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر غلام نبی

فی پرچہ

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

نمبر ۱۰۳	مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۲ء یوم یکشنبہ	مطابق ۲۱ شوال ۱۳۵۰ھ	جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

مجلس مشاورت ۱۹۳۲ء کا ایجنڈا اور بجٹ بابت ۳۳-۱۹۳۲ء تیار ہو رہا ہے۔ جو پرائیویٹ سکرٹری صاحب کے دفتر سے عنقریب جماعتوں کو غور کے لئے بھجوایا جائے گا۔

۲۵ فروری احمدی بیگم صاحبہ اہلیہ عبد الغفور خان صاحب تحویلدار پٹیالہ کی نعش بذریعہ لاری لائی گئی۔ جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھایا۔ اور مرحومہ مقبرہ بہشتی میں مدفون ہوئیں۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔

مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل اور ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم گجراتی آنبہ ضلع شیخوپورہ کے جلسہ میں شمولیت کے لئے جو ۲۷-۲۸-فروری ۱۹۳۲ء کو ہے روانہ کئے گئے۔

مسلمانانِ کشمیر کی طرف سے احراریوں کی نقصان رساں سرگرمیوں کے خلاف آواز

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی مساعی کا اعتراف

احراریوں نے اس وقت تک مظلومین کشمیر کو کسی قسم کی امداد نہیں دی

مسلمانانِ کشمیر کے معزز اور سرکردہ نمائندہ مفتی جلال الدین صاحب بی۔ اے جائنٹ سکرٹری مسلم نمائندگان کشمیر نے اسلامی اخبارات کے نام ایک اہم اعلان ارسال فرمایا ہے۔ جسے ہم معزز معاصر سیاست سے درج ذیل کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

سری نگر ۲۲ فروری۔ مفتی جلال الدین صاحب بی۔ اے جائنٹ سکرٹری مسلم نمائندگان کشمیر بذریعہ تار "احرار" کی سرگرمیوں کے متعلق حسب ذیل اطلاع دیتے ہیں۔ میں بعد تاسف احرار کی سرگرمیوں کی مذمت کرنے پر مجبور ہوں کیونکہ ان لوگوں کے بے جا جوش و خروش نے ہماری زندگیوں کو تباہی و بربادی کے مصائب میں مبتلا کر دیا ہے۔ انہوں نے اپنی تحریک اور مساعی کو اچھے مقاصد سے شروع کیا۔ اور ان کا ایثار اور قربانیاں بیشبہ

ہماری مخلصانہ داد و تحسین کی مستحق تھیں۔ لیکن کیا انہوں نے ایک لمحہ کے لئے ہماری مشکلات پر بھی کبھی غور کیا۔ یا کبھی اس امر کا فیصلہ کیا۔ کہ ہمارے لئے کونسا لائحہ عمل مفید ہو گا۔ برعکس اس کے انہوں نے بدقسمتی سے ہمارے متعلق یہ خیالات ظاہر کئے۔ کہ ہم احمدیوں کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں۔ اور کہ ہم میں اپنا نیک و بد سوچنے یا سمجھنے کا مادہ نہیں۔ درآنحالیکہ۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے ہمیں ہر طرح کی امداد پہونچائی۔ نیز تمام قسم کے مفید و کارآمد مشوروں سے ہماری ہمت بندھائی۔ اور رہبری بھی کی۔ اور ہم بصد فخر اس امر کا اعلان کرتے ہیں۔ کہ تمام قوم تہ دل سے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر کی شکر گزار ہے جنہوں نے تحریک کشمیر میں گہری دلچسپی اور بدرجہ غایت سرگرمی کا اظہار کیا۔ علاوہ ازیں صدر موصوف کے متبعین نے کبھی بالواسطہ یا بلاواسطہ احمدی خیالات کی تبلیغ نہیں کی۔ بلکہ وہ ہمیشہ فرقہ وار نظریہ کو نظر انداز کرتے دیکھے گئے۔ میں یہ خیال کرتا ہوں۔ کہ اگر احراری دوست آل انڈیا کشمیر کمیٹی پر بجائے کیچڑ اچھالنے کے اتحاد و اتفاق پیدا کرنے۔ اور ان کی طرف صلح و آشتی کا ہاتھ بڑھاتے۔ تو اس کا نتیجہ خوشگوار برآمد ہوتا۔ لیکن بایں ہمہ مجھے اپنے ان اسیر بھائیوں کے ساتھ گہری ہمدردی ہے۔ جو احرار کی رہنمائی کی بدولت آج جیلخانوں میں پڑے قسمت کو رو رہے ہیں۔ میں اپنے مسلم بھائیوں کو اس تحریک کے نام پر جس کا ایک ادنےٰ رکن کہلانے کا فخر مجھے بھی حاصل ہے۔ اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ فی الحال جارحانہ حکمت عملی اور اندرونی خانہ جنگی کو ملتوی کر دیں۔ کیونکہ بغیر سوچے سمجھے اپنے فوری اور نامناسب اقدام و غیر موزون افعال کی بدولت وہ میرپور اور راجوری کے علاوہ دیگر مقامات پر ریاستی ایکٹوں کو مضبوط کرنے میں مدد دیں گے۔ مجھے سخت افسوس ہے۔ کہ احرار اب تک راجہ ہری کشن کول کے ہاتھوں میں کھیلتے رہے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ میری یہ مخلصانہ اپیل رائیگاں نہ جائے گی۔ اس وقت تک کسی قسم کی مالی یا قانونی امداد ہمیں مجلس احرار کی طرف سے نہیں پہونچی۔ اور نہ انہوں نے مڈلٹن یا گلینسی کمیشن وغیرہ کے سلسلہ میں ہمیں کوئی مفید اور کارآمد مشورہ ہی دیا ہے۔ برخلاف اس کے۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی ابتدائے کار ہی سے بہترین قانونی مشوروں نیز مالی امداد سے ہماری ممد و معاون رہی ہے۔ لہذا میں اپنے مسلم بھائیوں کی خدمت میں استدعا کرتا ہوں۔ کہ وہ کمیٹی کے اس اعلان کا جس میں مالی امداد کرنے کی اپیل کی گئی ہے۔ کشادہ دلی سے خیر مقدم کریں۔ کیونکہ موجودہ وقت میں کمیٹی مذکور نے ہمارے ناسور کو مندمل کرنے کی خاطر یہ اپیل کی ہے۔ گوجرانوالہ کے قابل وکیل مسٹر بشیر احمد صاحب کی خدمات ہمارے سپرد کی ہیں۔ جو ہمیں بیش قیمت قانونی امداد پہونچا رہے ہیں۔

انبیاء کی آسمانی بادشاہت

اور

اس کی تکمیل مسیح موعود کے ہاتھ سے

مندرجہ بالا عنوان پر جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ نے جو معرکۃ الآرا تقریر گزشتہ جلسہ سالانہ پر کی تھی۔ اور قلت وقت کی وجہ سے ناتمام رہنے پر احباب نے خواہش ظاہر کی تھی۔ کہ چھاپ کر شائع کی جائے۔ ۲۶×۳۰/۸ سائز کے قریباً ایک سو صفحات پر چھپ گئی ہے۔ مضمون بہت دلچسپ اور تبلیغ احمدیت کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی کاپی صرف چار آنے رکھی گئی ہے۔ اور اس سے جو رقم وصول ہو گی وہ مستحق اور مشتاقین حق اصحاب کے لئے سلسلہ کا لٹریچر مفت بہم پہونچانے میں صرف کی جائے گی۔ اس طرح اس کتاب کے خریدنے والے اصحاب نہ صرف اس کے مطالب سے لطف اندوز ہونگے۔ بلکہ تبلیغی لٹریچر مہیا کرنے کا ثواب بھی حاصل کر سکیں گے۔

پس احباب کو چاہیئے۔ اس کی متعدد کاپیاں نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان سے منگا کر تقسیم کریں۔

مظلومینِ کشمیر کی فریاد

مظالم ہو رہے ہیں روز و شب بے انتہا ہم پر
خدا غارت کرے ان وحشیوں کو قتل کر کے جو
مساجد پھونک دی ہیں کر دیئے گھر بار سب ویراں
وہ خطہ آہ! جو دنیا میں جنت کا نمونہ تھا
مگر اب دیکھنا ہے جیتتا ہے کون دونو میں
یہ مانا ہم ضعیف و ناتواں کمزور و بےکس ہیں
ہلا ڈالیں گے لیکن پھر بھی ہم ظلمت کی بنیادیں
مسلمانوں کی بربادی کے منصوبے جو کرتے ہیں

ہمارے خون کی نہریں ہوئیں کشمیر میں جاری
مسلمانوں کی لاشوں پر بھی کرتے ہیں جفاکاری
خدا کے خوف سے اور شرم سے ہیں اسقدر عاری
بنا ڈالا ہے اس کو ظالموں نے کرۂ ناری
ہمارا صبر ہے اور ڈوگروں کی ہے ستمگاری
ادھر فوجیں ہیں اور ہیں جنگ کے سامان بھی بھاری
دعا کا ہے ہمارے پاس بھی اک حربہ کاری
حقیقت میں یہ ہے ان کی تباہی کی ہی تیاری

(مشتاق)

مجوکہ ضلع سرگودہا میں احمدیت کی شاندار فتح

مجوکہ ضلع سرگودہا میں ۱۸-۱۹-۲۰ - فروری ۱۹۳۲ء کو ایک شاندار مناظرہ وفات مسیح علیہ السلام اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر ہوا۔ غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی محمد حسین صاحب۔ محمد مسعود صاحب۔ مولوی محمد شفیع صاحب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک۔ مولوی کرم دین صاحب۔ مولوی چراغ دین صاحب۔ معین الدین صاحب اور مولوی ظہور احمد صاحب بگوی اور سجادہ نشین سیال موجود تھے۔ ہماری طرف سے مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری۔ مولوی عبد الاحد صاحب اور مولوی علی محمد صاحب اجمیری تھے۔ اس مناظرہ کی اس قدر شہرت اور اہمیت تھی۔ کہ ۳۰۔۴۰ میل سے لوگ اس کے سننے کے لئے آئے۔ تین دن لگاتار مناظرہ ہوتا رہا۔ سامعین کی تعداد پانچ ہزار کے قریب تھی۔ علاوہ اس کے عورتیں بھی کثرت سے شامل تھیں۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے احمدی مبلغین کو شاندار کامیابی حاصل ہوئی۔ ۲۲ فروری ۱۹۳۲ء تک ۵۲ افراد نے بیعت کی۔ کئی دیہات میں احمدیہ جماعتیں قائم ہونے کی توقع کی جا رہی ہے۔

میں اس موقعہ پر مندرجہ ذیل اصحاب کا خصوصیت سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ڈاکٹر منظور احمد صاحب سلانوالی۔ میاں فضل کریم صاحب فاروکا۔ مولوی نور احمد صاحب لودہی ننگل۔ مولوی غلام رسول صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ مجوکہ اور ملک فضل الٰہی صاحب رئیس مجوکہ۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

ریاست میں مسلح سکھوں اور ہندوؤں سے مسلمانوں کو اضطراب

ذمہ وار حکام انسدادی تدابیر اختیار کریں

جنرل سکرٹری ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن جموں نے حسب ذیل پریس ٹیلیگرام شائع کیا ہے:- پنجاب سے مسلح ہندو اور سکھوں کی جموں میں آمد روز افزوں ہے جس سے مسلمانوں پر خوف و ہراس طاری ہے۔ افواہیں گرم ہیں کہ انہیں اس لئے جمع کیا جا رہا ہے۔ تا ہندوؤں پر مفروضہ سختیوں کا انتقام مسلمانان جموں سے لیا جائے۔ مسجد چوگان غتو کی آتشزدگی اور بعد میں اس پر بم پھینکنے۔ نیز ستواری کے کنوئیں میں سؤر پھینکنے سے ان افواہوں کو تقویت پہونچ رہی ہے۔ ایسے ذرائع کا جلد از جلد اختیار کرنا اشد ضروری ہے۔ کہ جن سے مسلمانوں کے جان و مال کے تحفظ کا یقین ہو جائے۔ اور ہندوؤں کی طرف سے مذہبی توہین کے ذریعہ خوفناک اشتعال انگیزی کا انسداد ہو سکے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۰۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

کشمیر کی سابقہ وزارتِ اعلیٰ کا خاتمہ اور نئی وزارت کا آغاز

نئے وزیر اعظم کو نہایت ضروری مشورہ

ظلم کا انجام

ظلم و ستم کا نتیجہ کبھی اچھا نہیں نکل سکتا۔ لیکن جب کوئی طاقت ظلم پر کمر باندھ لے۔ تو مظلوموں کی آہیں ستم رسیدوں کی زاریاں۔ مقتولین اور مجروحین کی ہیبت ناک حالت اس پر کوئی اثر نہیں کر سکتی۔ اس طاقت سے کام لینے والا اپنے حقیقی خیر خواہوں اور ہمدردوں کی باتوں کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ ان کے مخلصانہ مشوروں کی کوئی پروا نہیں رکھتا اور جور و جفا سے ہاتھ روک لینے کی بجائے زیادہ دلیر ہوتا جاتا ہے۔ اس کا دل بے بس اور بے کس انسانوں کے خاک و خون میں تڑپنے اور لہو میں نہانے کا نظارہ دیکھ کر ذرا بھی درد محسوس نہیں کرتا۔ اس پر بیواؤں کے رونے اور یتیم بچوں کے بلکنے کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ وہ بوڑھے والدین کی آہ و زاری سے ذرا بھی متاثر نہیں ہوتا۔ آخر کار جب ظلم حد سے گزر جاتا ہے۔ اور جفا کاری کا پیالہ بھر جاتا ہے۔ تو چھلکتا ہے۔ اور چشم زدن میں تختہ الٹ کر رکھ دیا جاتا ہے ؛

کول صاحب کا زمانۂ وزارت

اس عبرت ناک حقیقت کا تازہ ثبوت ریاست جموں و کشمیر کے سب سے بڑے اور سب سے زیادہ با اختیار حاکم یعنی وزیر اعظم کے متعلق ملتا ہے۔ وزیر موصوف کی حکومت کا مختصر سا عہد جو چند ماہ سے زیادہ نہیں مسلمانانِ ریاست کے لئے جن آلام و مصائب۔ جن مظالم اور شدائد کا موجب ہوا۔ وہ حکومت کشمیر کی ساری تاریخ کے مجموعی واقعات سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔ اس دوران میں وزیر صاحب موصوف کو مظلوم مسلمانوں نے بے کسی اور بے بسی کے مظاہروں سے اپنے بے گناہ خون کی روانی سے اپنے جسموں کے زخموں سے اپنی حالتِ زار کی طرف متوجہ کرنا چاہا۔ لیکن ان کی کمزور اور نحیف آواز ایوان وزارت تک نہ پہونچ سکی۔ اور وہ روز بروز زیادہ سے زیادہ تشدد کا شکار ہوتے گئے۔ پھر مسلمانوں کے نمائندوں نے ہر چند کوشش کی۔ کہ مسلمانوں کی مظلومیت میں جو پہلے ہی حد سے بڑھی ہوئی ہے۔ مزید اضافہ نہ ہونے پائے۔ مگر اس کا بھی کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ اسی طرح دوسرے لوگوں کے مشوروں کو بھی نہایت حقارت سے ٹھکرا دیا گیا ؛

اس کے مقابلہ میں ان لوگوں کو اپنا خیر خواہ سمجھا گیا۔ جو تشدد اور سختی میں معین اور مددگار بنتے۔ اور زیادہ سے زیادہ ظلم روا رکھنے کا مشورہ دیتے رہے۔ ان کے اس قسم کے تباہ کن مشوروں پر عمل کیا گیا۔ اور اس وقت تک کیا گیا۔ جب تک ظلم کے پیالہ میں آخری قطرہ تک کی گنجائش رہی۔ اور وہ چھلک نہ گیا ؛

آخری دم تک تشدد

چنانچہ حال ہی میں جب آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے بذریعہ تار والئے کشمیر کو یہ صلاح دی۔ کہ "پرجا کی حفاظت اور بغاوت کو دبانے کے لئے سخت کارروائی کریں۔ پنجاب کے آریہ آپ کی ہر طرح سے مدد کرنے کو تیار ہیں"۔ تو کول صاحب نے بذریعہ تار جھٹ یہ جواب دے کر آریوں کو مطمئن کر دیا۔ کہ :-

"افواج راجوری اور کوٹلی پہونچ چکی ہیں۔ مزید افواج جا رہی ہیں بغاوت کو دبانے کے لئے سخت تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں"۔ (پرکاش ۷ فروری) یہ الفاظ لکھتے وقت کول صاحب اس بات کو قطعاً بھولے ہوئے تھے۔ کہ جن کے خلاف وہ سخت تدابیر اختیار کرنے کا اعلان کر رہے ہیں۔ گو ان کی بے کسی اور بے بسی میں کوئی شبہ نہیں۔ وہ بے حد ستائے۔ اور دکھ دیئے جا رہے ہیں۔ اور ان کا ضعف و ناتوانی جفا کاروں کو مشق ستم کی دعوت دے رہی ہے۔ لیکن جس کی وہ مخلوق ہیں۔ اس کی قدرت اور طاقت کا کوئی بڑے سے بڑا ظالم بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وہ پل بھر میں شاہ کو گدا۔ زبر دست کو زیر دست اور جفا کار کو بے دست و پا بنا سکتا ہے۔ وہ ہمیشہ مظلوموں کے نالوں۔ بے بسوں کی فریادوں اور ستم رسیدوں کی آہوں کو سنتا رہا۔ اور اب بھی سننے کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ ہر زمانہ میں ظالموں اور جفا کاروں کو ان کے اعمالِ بد کا عبرت ناک بدلا دیتا رہا۔ اور اب بھی دے سکتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور عین اس وقت جب راجہ سر ہری کشن کول وزارتِ اعلیٰ کے منصب کے گھمنڈ میں اپنے آریہ سماجی مشیروں کو یہ بتا رہے تھے۔ کہ ستم رسیدہ مسلمانوں کو باغی کا خطاب دے کر اور بغاوت کو دبانے کی آڑ لے کر ان کے خلاف اور زیادہ سخت تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔ قضا و قدر نے یہ فیصلہ نافذ کر دیا۔ کہ کول صاحب کو بالکل بے اختیار بنا کر الگ بٹھا دیا جائے۔ اور اس فیصلہ کے نفاذ کو کوئی طاقت روک نہ سکی ؛

مظلومین کی آہوں کا اچانک نتیجہ

کول صاحب کے تقرر کے وقت ہی مسلمانوں نے ان کے متعلق جس بے اعتمادی کا اظہار کیا تھا۔ اور جو خطرات ظاہر کئے تھے۔ وہ توقع اور قیاس سے بھی بڑھ کر رونما ہوئے۔ ان کے مختصر سے عہدِ حکومت میں نہتے اور بے امن مسلمانوں پر بلا وجہ اور بلا قصور محض طاقت اور قوت کے اظہار کے لئے بے دریغ گولیاں چلائی گئیں۔ ان پر نیزے برسائے گئے۔ کوڑے لگائے گئے۔ عورتوں اور بچوں پر ڈوگرہ فوجیوں نے نہایت سفاکی سے حملے کئے۔ انہیں قتل اور زخمی کیا گیا۔ غرض ہر رنگ اور ہر طریق سے ہر ممکن ظلم و ستم مسلمانوں پر توڑا گیا۔ اور ریاست کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک طوفانِ ہلاکت اور بربادی۔ بد امنی اور بے چینی پیدا کر دیا گیا۔ لیکن باوجود اس کے کول صاحب کے وہم و گمان میں بھی یہ نہیں تھا۔ کہ ریاست کے ساتھ تعلقات کے لحاظ سے ان کا آخری وقت آ گیا۔ اور سرزمین جموں و کشمیر کے لئے ان کا وجود ناقابلِ برداشت بوجھ بن چکا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ عین اس وقت بھی وہ سخت تدابیر اختیار کرنے کا اعلان کر رہے تھے۔ جبکہ انہیں ریاست سے رخصت کر دینے میں صرف چند دن باقی تھے۔ اور ریاست کے مظلومین کی آہیں عرشِ الٰہی تک پہونچ کر شرفِ قبولیت حاصل کر چکی تھیں۔ آخر وہ سخت تدابیر جن کا تعلق ان کی ذات سے تھا۔ ان کے دل و دماغ میں مدفون کر دی گئیں۔ اور انہیں اپنی جگہ خالی کر دینی پڑی ؛

ریاست کا سابقہ طریق عمل

اب ریاست یہ بات تسلیم کرے۔ یا نہ کرے۔ کہ مسلمانوں کی حقوق طلبی اور انصاف خواہی کے خلاف شروع دن سے ہی اس نے جو طریق عمل اختیار کیا۔ وہ سراسر غلط اور تباہ کن تھا۔ اور وزیر اعظم نے اس عرصہ میں جو کچھ کیا۔ وہ عدل و انصاف کے قطعاً خلاف اور ظلم و جور کا رہین منت تھا۔ لیکن وزیر اعظم کی علیحدگی نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ ان کا دورِ حکومت نہ صرف کلیتہً ناکام رہا۔ اور نہایت تلخ واقعات سے پُر ہوا۔ بلکہ اس کی وجہ سے ریاست بے حد مشکلات اور الجھنوں میں پھنس چکی ہے۔ اور اگر خدانخواستہ آئندہ بھی یہی روش جاری رہی۔ تو امن و امان کا قیام اسی طرح ناممکن ہوگا جس طرح کول صاحب کے زمانہ میں ناممکن رہا ؛

صرف وزارت کی تبدیلی کافی نہیں

اس میں کلام نہیں۔ کہ کول صاحب کے زمانہ حکومت کے شدائد و مصائب

سے تنگ آکر مسلمانانِ ریاست اور ان کے ہمدردوں نے کئی بار اُن کی علیحدگی کا مطالبہ کیا۔ اور آخر اس مطالبہ کو واقعات اور حالات سے اس قدر قوت حاصل ہو گئی۔ کہ وہی ریاست جو کول صاحب کی خاطر جبر و تشدد حتیٰ کہ دھوکہ اور فریب سے ایسی قراردادوں کا انتظام کرتی رہی۔ جن میں ان کے متعلق اظہار اعتماد کیا جاتا۔ مجبور ہو گئی۔ کہ ان کو وزارت کے عہدہ سے رخصت دیدے۔ لیکن صرف وزارت کا بدل جانا۔ اور کول صاحب کی بجائے ریاست کے پسند کردہ ایک انگریز کا آجانا مسلمانوں کے مصائب کو دُور کرنے کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بعض حالات میں زیادہ مشکلات کا باعث بن سکتا ہے ؛

ہونا کیا چاہیئے

پس ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ ریاست کا دل بدلے۔ ریاست کا نظامِ حکومت بدلے۔ اور اعلےٰ حکام مسلمانوں کی دردناک حالت اور مصیبت زدہ زندگی سے صحیح واقفیت حاصل کر کے ان کے متعلق عدل و انصاف سے کام لیں۔ ایک انگریز کے لئے۔ آزادی کی فضا میں پرورش پانے اور عام انسانی حقوق کے متعلق پوری آگاہی رکھنے والے انگریز کے لئے مسلمانانِ کشمیر کے حقوق و مطالبات کے متعلق یہ فیصلہ کرنا کچھ مشکل نہیں کہ وُہ بالکل ابتدائی اور ادنےٰ درجہ کے ہیں۔ اتنے ادنےٰ درجہ کے کہ ان کے بغیر مسلمانوں کے لئے اپنی انسانیت کو قائم رکھنا محال ہے۔ ایسے مطالبات پر ریاست کا اس قدر جبر و تشدد پر اتر آنا جس سے ساری ریاست میں قیامت برپا ہو گئی ہے۔ ہرگز قرینِ دانش و انصاف نہیں ہو سکتا۔ اور جو لوگ قریبًا ایک صدی کے ناقابلِ برداشت مظالم سے تنگ آکر انصاف حاصل کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ انہیں جبر و طاقت کے ساتھ خاموش نہیں کرایا جا سکتا۔ پس نئے وزیر اعظم صاحب کا سب سے پہلا کام یہ ہونا چاہیئے کہ وُہ ریاست میں پُرامن فضا پیدا کرنے اور مسلمانوں کے حقوق اور مطالبات کے متعلق صحیح اور مکمل واقفیت حاصل کرنے کے لئے ان تمام قیدیوں اور نظربندوں کو رہا کر دیں۔ جن پر کسی قسم کے تشدد کا کوئی الزام نہیں ہے اور پھر جلد سے جلد ان کے مطالبات کو منظور کرنے کا انتظام کریں۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے۔ کہ نہ صرف اس تشدد اور جبر کا انسداد کیا جائے جو بے کس اور بے بس مسلمانوں پر ڈوگرہ فوج اور ریاستی حکام کی طرف سے روا رکھا جا رہا ہے۔ بلکہ اس وقت تک کی شورش کے دوران میں جو مسلمان تباہ و برباد ہو چکے ہیں۔ ان کے نقصانات کا معاوضہ بھی ادا کیا جائے۔

نئے وزیر اعظم کے لئے خدمتِ انسانی کا موقعہ

اگر نئے وزیر اعظم نے اس طرف توجہ کی۔ تو وُہ نہ صرف ریاست میں امن و امان قائم کرنے میں کامیاب ہو سکینگے۔ بلکہ انسانیت کے متعلق ایسی خدمت سرانجام دینگے جس کی وجہ سے ان کا نام موجودہ اور آئندہ آنے والی نسلوں میں نہایت عزت و احترام سے لیا جائیگا۔ اور وُہ اپنی قوم کے متعلق مسلمانانِ ہند میں ایسا اعتماد حاصل کر سکینگے۔ جو پیش آمدہ نازک حالات میں بیحد مفید ثابت ہوگا۔ خدا کرے نئے وزیر اعظم کی آمد مسلمانانِ کشمیر کے لئے بہتری و بھلائی کا مُوجب ہو اور جس جور و مصائب و آلام میں سے گزر رہے ہیں۔ وُہ ختم ہو جائے ؛

شیخ عبداللہ اور ان کے رفقاء سے جیل میں ظالمانہ سلوک

جن مسلمانوں کو ریاست کشمیر نے جیلوں میں ٹھونس رکھا ہے۔ ان کے متعلق سخت بدسلوکی اور تکلیف دہی کی اطلاعات ہمیں مسلسل پہونچتی رہی ہیں۔ لیکن ہم نے اس خیال سے کہ جو حکومت آج کل انتہائی حد تک تشدد اور جبر سے کام لے رہی ہے۔ جس کے عمّال بے گناہوں کے خون سے ہاتھ رنگ رہے ہیں۔ اس سے یہ امید رکھنا کہ وُہ گرفتارانِ بلا کے ساتھ انسانیت کے مطابق سلوک کرے گی بے فائدہ ہے۔ لیکن باوجود اس کے ہمیں یہ خیال نہ تھا۔ کہ مسلمانانِ کشمیر کے معزز لیڈروں اور راہنماؤں کے ساتھ بھی وحشیانہ برتاؤ کیا جائے گا۔ اور انہیں سخت تکلیف میں رکھا جائے گا۔ مگر مسلمانانِ کشمیر کے سب سے بڑے اور سب سے بڑھ کر محبوب لیڈر شیخ محمد عبداللہ صاحب اور ان کے رفقاء کے متعلق جو حالات ہمارے پاس پہونچے ہیں۔ وُہ نہایت ہی رنج افزا اور تکلیف دہ ہیں ؛

ریاست بلا وجہ شیخ صاحب موصوف کو اے کلاس کی بجائے بی کلاس میں رکھنے کا اعلان حال ہی میں کر چکی ہے۔ لیکن بی کلاس بھی محض دھوکہ ہے۔ شیخ صاحب کے بھائی نے جب ان سے حال میں ملاقات کی۔ تو انہوں نے بتایا کہ ہمیں جن کو بی کلاس کے قیدی قرار دیا گیا ہے۔ علیحدہ علیحدہ تنہا ایک تنگ و تاریک کوٹھڑی میں دن رات بند رکھا جاتا ہے۔ کوٹھڑی کی لمبائی ۱۰ فٹ اور چوڑائی ۶ فٹ ہے اسی میں مونہہ ہاتھ دھونا اور رفع حاجت کرنا ہوتا ہے۔ نماز اور تلاوت کے لئے بھی وُہی جگہ ہے۔ اسی میں جیل کی مشقت کی جاتی ہے۔ سونے کے لئے چارپائی کا کوئی انتظام نہیں۔ فرش پر سونا پڑتا ہے۔ رات اور دن کے چوبیس گھنٹوں میں صرف ایک دفعہ آدھ گھنٹہ باہر پھرنے کے لئے نکالا جاتا ہے۔ روزانہ فی کس چھ چھٹانک اون کاتنے کی مشقت لی جاتی ہے۔ آپس میں بات کرنے اور ملنے کی اجازت نہیں۔ رات کے وقت روشنی کا کوئی انتظام نہیں ہوتا۔ قید کے دن سے لے کر اس وقت تک صرف عید کے دن غسل کے لئے پانی دیا گیا ؛

غرض بے حد تکلیف دی جا رہی ہے۔ اس سے اگر ریاست کا یہ خیال ہو۔ کہ مطالبۂ حقوق سے وُہ باز آجائیں گے۔ تو یہ بالکل غلط ہے۔ البتہ اس کا یہ نتیجہ ضرور ہوگا۔ کہ جس نظامِ حکومت میں تیس لاکھ انسانوں کے محبوب لیڈروں کے ساتھ ایسا ناروا سلوک کیا جائے۔ اس کے بدلنے کے لئے پہلے سے بھی زیادہ کوشش کی جائے ؛

فرقہ وار مسئلہ کے تصفیہ کا مطالبہ

۲۲۔ فروری کو گول میز کانفرنس کی مشاورتی کمیٹی کا جو اجلاس وائسرائے ہند کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس میں مسلمان ارکان نے صاف اور واضح الفاظ میں کہدیا۔ کہ جب تک فرقہ وار مسئلہ کا حل نہ کیا جائے۔ اس وقت تک وُہ بحث میں شریک ہونے کے ناقابل ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ملک معظم کی حکومت کی طرف سے جلد اس بارے میں اعلان ہونے کی خواہش کی گئی۔ جس کی ہندو ممبروں نے بھی تائید کی۔ اور وائسرائے نے کمیٹی کا یہ زاویہ نگاہ فوراً وزیر اعظم تک پہونچانے کا وعدہ کیا ؛

مشاورتی کمیٹی کے مسلمان ممبروں نے جو نہایت معقول اور مسلمانانِ ہند کی خواہشات کے مطابق رویہ اختیار کیا ہے اس کے لئے قابلِ مبارکباد ہیں۔ اور اب جبکہ ہندو ممبر بھی حکومت سے تصفیہ کی درخواست کر رہے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں۔ کہ جلد سے جلد فیصلہ نہ کر دیا جائے۔ لیکن فیصلہ عدل و انصاف پر مبنی ہونا چاہیئے۔ ورنہ اصلاح حالات کی بجائے اور زیادہ مشکلات پیدا ہو جائیں گی ؛

محکمہ تار و ڈاک کی آمدنی میں کمی

محکمہ تار اور ڈاک کی سالانہ رپورٹ بابت سنہ ۳۱-۱۹۳۰ء مظہر ہے۔ کہ اس سال گزشتہ سال کی نسبت اخراجات میں دو لاکھ کا اضافہ ہو گیا۔ اور آمدنی میں ۳۹ لاکھ کی کمی رہی۔ اس کی وجہ عام کساد بازاری قرار دی گئی ہے۔ یہ درست ہے۔ لیکن کساد بازاری کے زمانہ میں محکمہ تار و ڈاک کی آمدنی بڑھانے کا جو طریق اختیار کیا گیا۔ وُہ بھی آمدنی کی کمی کا موجب ہے۔ اور کوئی تعجب نہیں۔ اگر سال رواں میں کمی میں اور اضافہ ہو جائے۔ کارڈ اور لفافہ کی قیمت میں اضافہ اور ڈاک خانہ کے دوسرے محصولات میں زیادتی کے ساتھ ہی تکلیف دہ پابندیوں کا عائد کیا جانا ایک طرف تو عام کساد بازاری میں اضافہ کا موجب ہو رہا ہے۔ اور دوسری طرف کاروباری فروریات میں لوگ کمی کر رہے ہیں۔ اس کا لازمی نتیجہ ڈاک خانہ کی آمد میں کمی کی صورت میں نکلے گا۔ کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر محصولات میں اضافہ کی بجائے مزید آسانیاں اور سہولتیں پیدا کی جاتیں۔ تاکہ لوگ پہلے سے زیادہ محکمہ ڈاک اور تار کی خدمات سے فائدہ اٹھا کر خود اس محکمہ کی آمدنی بڑھانے کا موجب ہو سکتے ؛

ریاست جموّں میں سکھوں کی فتنہ انگیزی

نہ صرف ریاست کے ذمہ وار مسلمانوں کی طرف سے مسلسل یہ اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ بلکہ اینگلو انڈین اخبارات کے نامہ نگار بھی لکھ رہے ہیں۔ کہ پنجاب کے سکھ مسلح ہو کر ریاست میں داخل ہو رہے ہے۔ اور فتنہ و فساد پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ سول اینڈ ملٹری گزٹ کے نامہ نگار کا بیان ہے کہ چار سکھ بنڈی صابر وال گئے۔ اور انہوں نے مسلمانوں پر گولیاں چلائیں۔ ساؤ آخر موضع کی پولیس نے معہ اسلحہ انہیں گرفتار کر کے میرپور بھیجدیا ؛

ریاست کے دُوسرے مقامات میں بھی مسلح سکھ خوف و خطر پیدا کر رہے ہیں۔ برٹش افسروں کو ان کے متعلق فوری احکام نافذ کرنے چاہئیں ورنہ ناخوشگوار نتائج نکلنے کا سخت اندیشہ ہے ؛

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن مجید میں کوئی تحریف نہیں کی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے پاک دعاوی کو قرآن مجید و احادیث سے اس طرح مبرہن کیا ہے۔ کہ کسی مخالف کو یہ جرأت نہیں ہوتی۔ کہ وہ احمدیوں سے از روئے قرآن مجید و احادیث مناظرہ کرے۔ بلکہ اتبعاً مخالفین مطابق مشہور مثل الغریق یتشبث بالحشیش اصولی طور پر بحث سے اعراض کرتے ہوئے ایسے لغو اعتراضات کرتے ہیں۔ جو کسی طرح بھی معیار صدق و کذب نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ منجملہ ان اعتراضات کے ایک یہ اعتراض ہے۔ جو لغرض جواب ہمارے پاس آیا ہے۔ کہ "حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتب میں قرآن مجید کی آیات کو تغیر و تبدل کر کے غلط لکھا ہے"

پیشکردہ آیات

اور پھر حسب ذیل آیات پیش کی ہیں:۔

(۱) جنگ مقدس مطبوعہ بار دوم ص۱۷۶ ان یجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم (سورہ توبہ ع۶)

(۲) ازالہ اوہام بار اول ص۳۴۷ و ۶۰۹ ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئاً (سورہ حج پارہ ۱۷)

(۳) ازالہ اوہام بار اول ص۶۷۵ وجعلنا منھم القردۃ و الخنازیر۔

آیت اول میں ترتیب غلط ہے۔ آیت دوم میں لیعلم کے بعد حرف من نہیں ہے۔ آیت سوم میں لفظ جعلنا میں حرف "نا" زائد ہے۔

یہ ہے وہ اعتراض جس کی بناء پر چودھویں صدی کے علماء اپنے علم و فضل کا مظاہرہ کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ معاذ اللہ آپ نے قرآن مجید کی آیات میں تحریف کی۔ لیکن بالغ نظر انسان جسے مبدء فیاض سے بصارت کے ساتھ بصیرت بھی عطا ہوئی ہے۔ اور جو آج کل کے علماء کی دور از کار اور خلاف عقل ابحاث کی عادت سے واقفیت رکھتا ہے۔ فوراً کہہ اٹھیگا۔ کہ بعض آیات کا کسی تصنیف میں غلط شائع ہو جانا سہو کاتب یا خود مصنف کا سہو و نسیان ہے جو ہر انسان کے لئے لازم حال ہے۔ ایسی حالت میں جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قرآن مجید کی تحریف کا الزام لگاتا ہے۔ وہ سراسر جھوٹا اور فریبی ہے کیونکہ جن آیات کے لکھنے میں غلطیاں ہو گئی ہیں۔ ان میں سے کوئی آیت ایسی نہیں۔ جس کے تبدیل کرنے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی خاص فائدہ پہنچتا ہو۔ یا اس طرح آپ کے دعویٰ کی تائید ہوتی ہو۔

اگرچہ اس اعتراض کا جواب اصولی طور پر قبل ازیں فاروق اور الفضل میں دیا جا چکا ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں۔ کہ اس اعتراض کا جواب قدرے تفصیل سے لکھوں۔ سو واضح ہو۔ کہ یہ اعتراض مندرجہ ذیل وجوہ سے باطل ہے۔

تحریف سے فائدہ؟

اوّل۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمداً ان آیات کو غلط اور بدل کر لکھا۔ تو بتایا جائے۔ کہ اس میں حضور کو کونسا فائدہ مدنظر تھا۔ سیاق و سباق سے ظاہر ہے۔ کہ پہلی آیت اسلام کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے ایک دشمن اسلام کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ دوسری آیت میں جو حرف من رہ گیا ہے۔ اس کے حذف ہونے سے معنوں میں کوئی فرق نہیں آتا۔ کیونکہ یہی آیت سورہ نحل ع۹ میں بغیر من کے آئی ہے۔ ملاحظہ ہو۔ ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئاً اور تیسری آیت میں بھی معنوی لحاظ سے کوئی فرق نہیں آتا۔ پس حضور پر تحریف کا الزام لگانا ایک بہتان عظیم اور افترا محض ہے۔

قرآن کے محفوظ ہونے کا عقیدہ

دوم:۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی متعدد تصانیف میں تحریر فرما چکے ہیں۔ کہ قرآن مجید خدا کا کلام ہے۔ جس کی حفاظت کا ذمہ خدا تعالےٰ نے لیا ہے۔ اور قیامت تک اس میں تغیر و تبدل نہیں ہوگا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

(۱) "قرآن کریم کے الفاظ جواہرات مرصع کی طرح اپنے محل پر چسپاں ہیں۔ اور نیز قرآن کریم کا ہر ایک لفظ اور ہر ایک نقطہ تصرف اور دخل انسانی سے محفوظ ہے۔" (ازالہ اوہام ص۱۹۳ طبع اول)

(۲) "یہ اس قرآن کی آیت ہے۔ جس کا حرف حرف محفوظ ہے۔ اور جس کی حفاظت کا ذمہ وار خود اللہ تعالےٰ ہے۔ جیسا کہ اس نے فرمایا ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون افسوس مسلمانوں نے اس کتاب کی قدر نہ کی۔" (مجموعہ تقاریر ص۳۲)

(۳) "کسی نوع کا تغیر و تبدل قرآن شریف میں واقع ہونا ممتنع اور محال ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ اول ص۱۱)

پس جس انسان کا قرآن مجید کے متعلق یہ اعتقاد ہو۔ کہ وہ انسانی تصرف سے محفوظ و مصئون ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اس کا محافظ ہے وہ خود اس کی آیات میں تغیر و تبدل کیسے کر سکتا ہے؟

قادیان سے شایع ہونے والے قرآن

سوم:۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان آیات میں جان بوجھ کر تغیر و تبدل کیا ہوتا۔ تو اپنی جماعت کو بھی یہی تعلیم دیتے۔ اور جماعت احمدیہ کی طرف سے جس قدر اب تک قرآن مجید شایع ہو چکے ہیں چاہیئے۔ کہ ان میں بھی آیات مندرجہ بالا تبدیل شدہ صورت میں مذکور ہوتیں لیکن سب جانتے ہیں کہ قادیان سے جو متعدد ایڈیشن قرآن مجید کے کارخانہ تیسرنا القرآن کی طرف سے شایع ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے شایع شدہ قرآنوں میں بھی ایسا نہیں کیا گیا۔

غلطی ہے نہ کہ تحریف

چہارم:۔ اگر معترض میں ذرا بھی دیانت و شرافت کا مادہ ہوتا تو آیت کو وجعلنا منھم القردۃ والخنازیر کو لکھنے پر اعتراض نہ کرتا۔ کیونکہ یہی آیت صحیح طور پر اس سے پہلے ازالہ اوہام میں موجود ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے:۔

"یہودیوں کے نام خدا تعالےٰ نے بندر اور سوّر رکھے اور فرمایا:۔ جعل منھم القردۃ والخنازیر (ص۵۰۳ طبع اول)

اور پہلی آیت ان یجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم بھی سہواً لکھی گئی ہے۔ کیونکہ جنگ مقدس کے کئی سال بعد حضور نے اسلامی اصول کی فلاسفی تحریر فرمائی جس میں مذکورہ بالا آیت جاھدوا باموالکم وانفسکم صحیح لکھی ہے۔

(ملاحظہ ہو رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب لاہور ص۱۸۷)

نیز اس مضمون کی آیات قرآن مجید میں متعدد بار متشابہ الفاظ میں آئی ہیں۔ چنانچہ سورہ توبہ ع۳ کی آیت میں جاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اور سورہ انفال ع۱۰ کی آیت میں جاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ۔ اور سورہ نساء ع۱۳ میں المجاھدون فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اور سورہ صف ع۲ میں وتجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم اور سورہ توبہ ع۶ میں جاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ وارد ہوا ہے:۔

اسی طرح سورہ حج کی آیت سے من کا چھوٹ جانا سورہ نحل کی آیت ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئا کے ساتھ تشابہ کی وجہ سے ہے۔ اور آیات میں تشابہ کی وجہ سے بسا اوقات بڑے بڑے حافظ اور جید قرا بھی غلطی کھا جاتے ہیں۔ پس اس بات کو تحریف اور عمداً تغیر و تبدل قرار دینا سخت ونا مناسب ہے۔

سہو کتابت کا اعلان

پنجم: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں:۔

"میری کتابوں میں سہو کتابت یا مجھ سے بحالت تغافل بعض

معمولی غلطیاں ہو گئی ہیں"

(انجام آتھم صفحہ ۲۴۱ ترجمہ از عربی ملخصاً)

پھر فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف کے سوا کسی بشر کا کلام سہو اور غلطی سے خالی نہیں ہے (سر الخلافہ ٹائیٹل پیج ص۲)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:۔

"میں بشر ہوں۔ اور بشریت کے عوارض مثلاً جیسا کہ سہو اور نسیان اور غلطی یہ تمام انسانوں کی طرح مجھ میں بھی ہیں" (ایام الصلح)

خود حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ انما انا بشر انسٰی کما تنسون۔ کہ میں بھی ایک انسان ہوں۔ اور تمہاری طرح بھول جاتا ہوں۔ پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی کتابوں میں جو بعض نہایت جلدی اور تھوڑے وقت میں تحریر ہو کر چھپتی رہی ہیں۔ سہو کتابت یا حضور سے بعض آیات سہواً صحیح نہ لکھی گئی ہوں۔ تو اعتراض کی بات نہیں۔

تفسیر ثنائی کی غلطیاں

ششم:۔ اگر ایسی غلطیوں سے دوسرے ائمہ اور افاضل کی کتب منزہ ہوتیں۔ تو یہ اعتراض قابل سماعت ہو سکتا تھا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہر مصنف سے ایسی غلطیاں سرزد ہوتی ہیں۔ چونکہ یہ اعتراض منشی حبیب اللہ کلرک نے کیا ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے استاد مولوی ثناء اللہ صاحب کی عربی تفسیر سے بعض غلطیاں پیش کر دی جائیں۔

مولوی صاحب نے اپنی عربی تفسیر کے صفحہ ۲۴۴ پر مندرجہ ذیل آیات غلط لکھی ہیں:۔

(۱) ولو شاء ربک ما فعلوا فذرھم وما یفترون (الجزو ۸ ع ۱) اصل آیت میں "ما فعلوہ" ہے۔

(۲) یستخلفنھم کما استخلف الذین من قبلھم حالانکہ اصل آیت لیستخلفنھم فی الارض ہے۔

(۳) ولیمکن لھم دینھم الذی ارتضی لھم (الجزو ۱۸ ع ۱۳) اصل آیت میں "ولیمکنن" ہے۔

(۴) لقد کان فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الآخر (الجزو ۲۱ ع ۱۹) اصل آیت میں لقد کان لکم ہے۔

یہ ایک صفحہ کی غلط آیات ہیں۔ اگر ساری تفسیر کو دیکھا جائے تو نہ معلوم کس قدر آیات غلط لکھی ہوئی نکلیں۔

اسی طرح صفحہ ۳۲۹ تفسیر القرآن عربی میں چودھویں پارہ کی آیت والذین یدعون مع اللہ لا یخلقون شیئا وھم یخلقون لکھی ہے حالانکہ اصل آیت میں مع اللہ کی بجائے من دون اللہ ہے۔ کیا حبیب اللہ کلرک یا دوسرے معترض مولوی ثناء اللہ کو محرف قرآن تسلیم کرتے ہیں۔ اگر نہیں تو کیوں؟

اغلاط کا بحال رہنا

رہا یہ سوال کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض کتب کے دو دو تین تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اور تیس چالیس برس کا عرصہ بھی گزر چکا ہے۔ پھر اب تک کیوں ان کی تصحیح نہیں کی گئی؟ سو اس کا جواب میں یہی دوں گا۔ کہ اللہ تعالےٰ کی حکمت نے یہی تقاضا کیا۔ کہ یہ آیات حضور کی کتب میں اسی طرح لکھی جائیں جیسی کہ حضور کے زمانہ میں سہو کاتب سے یا خود حضور سے بعض دیگر آیات سے تشابہ کے باعث غلط لکھی گئیں۔ اور اس میں تین راز ہیں۔

(۱) یہ کہ تا غیر احمدی علماء اچھی طرح جان لیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب بھی تحریف سے پاک ہیں۔ اور ان میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہوا۔ بلکہ من وعن شائع کی جاتی ہیں۔

(۲) تا غیر احمدی علماء کی عقول کا جائزہ لیا جائے۔ کہ وہ سہو کاتب یا مولف سے جو سہواً غلطی ہو جاتی ہے۔ اسکو عمداً تحریف قرار دیکر اپنے ہاتھوں تعلیم یافتہ طبقہ میں اپنی علمی پردہ دری کراتے ہیں۔

(۳) ابتداء سے خدا تعالےٰ کی حکمت نے یہی چاہا۔ کہ حضور کی کتابوں میں بعض ایسی غلطیاں رہ جائیں۔ تاکہ ہمیشہ کے لئے آپکے اتباع کے پاس برہان یقینی رہے۔ کہ آپ ایک بشر تھے۔ اور سہو و نسیان جو لازمۂ بشریت ہے آپ اس سے خالی نہ تھے۔

خاکسار جلال الدین شمس احمدی

صلحا کی ہتک کا جھوٹا اعتراض

تفہیمات ربانیہ ایسی ٹھوس اور پر مغز کتاب کے جواب میں ایک شخص نصیری صاحب بھیروی نے چند صفحات کا ایک ٹریکٹ شائع کر کے یہ خیال کر لیا ہے۔ کہ گویا انہوں نے ایک عظیم الشان خدمت سر انجام دی ہے۔ حالانکہ یہ ٹریکٹ ان کی علمیت اور قابلیت کے علاوہ ان کی تہذیب و شرافت پر بھی ماتم کناں ہے۔ ایک جگہ اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ہم اس جگہ مرزا صاحب کی تہذیب و شائستگی کے چند اور نمونے درج کرتے ہیں۔ اور تمام قادیانی ایجنٹوں سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ کیا ان بکواس سے دنیا بھر کے ۴۵ کروڑ مسلمانوں اور ان کے پیشواؤں کی ہتک و تضحیک کر کے ان کا دل نہیں دکھایا گیا۔ اور کیا بزرگان اسلام اور علماء کرام و صلحائے اعظام ہر ایک مسلمان کی آنکھ کا تارا نہیں ہیں۔ جن پر مرزا صاحب کے دہن مبارک سے نجاست اور مغلظات کے گولے پھینکے گئے ہیں۔" ص۶

نصیری صاحب نے جو کچھ کہا۔ وہ کوئی نئی بات نہیں۔ اس قسم کا اعتراض تو اس خیر البشر پر بھی کیا گیا۔ جسے خدا تعالےٰ نے ساری دنیا کے لئے اسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔ پس اسی اعتراض کو دہرا کر اور اس کے ساتھ ہی اپنی شرافت اور انسانیت کا شرمناک ثبوت پیش کر کے انہوں نے ظاہر کر دیا ہے کہ وہ بھی انہی لوگوں کے نقش قدم پر چلے ہیں۔ جو ظلمت اور تاریکی کے گڑھے میں گرے ہونے کی وجہ سے روحانی سورج کو نہ دیکھ سکے تھے۔

ہم نصیری صاحب اور ان جیسے دوسرے لوگوں کو بتانا چاہتے ہیں کہ قرآن کریم کی بعض آیات کے نزول کے وقت کفار کی طرف سے اور اب مخالفین اسلام کی طرف سے یہی اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ اس میں دیگر مذاہب کے معبودوں اور ان کے ماننے والوں کے خلاف دل آزار الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ چنانچہ جعل منھم القردۃ والخنازیر وعبد الطاغوت میں خدا تعالےٰ نے انبیاء کے دشمنوں کو بندر سور اور طاغوت کے پجاری قرار دیا۔ مثلاً کمثل الکلب کہکر ان کو کتے کیطرح ٹھہرایا۔ مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا میں یہودیوں کو ان کی بد اعمالیوں کی وجہ سے گدھے کیطرح کہا۔ ولا تطع کل حلاف مھین ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذالک زنیم میں مخالفین کو جھوٹی قسمیں کھانے والے۔ ذلیل عیب جو چغل خور مانع خیر۔ سرکش۔ گنہگار سنگدل اور ولد الزنا قرار دیا۔ ان آیات کو پیش کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر وہی اعتراض کیا جاتا ہے۔ جو نصیری صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کیا ہے۔ چنانچہ ان الفاظ کے متعلق ہی ابوطالب کے پاس کفار کا وفد آیا تھا۔ جس نے آ کر کہا تھا۔ کہ اپنے بھتیجے کو ایسی باتوں سے روک دو۔

افسوس کہ احمدیت کے مخالف اس قدر اندھے ہو جاتے ہیں۔ کہ اعتراض کرنے کے شوق میں اتنا بھی نہیں دیکھتے۔ کہ ان کی زد کہاں پڑتی ہے۔ پھر ایسے لوگوں کی نیک نیتی اور حق پسندی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ وہ جن الفاظ پر اعتراض کرتے ہیں انہیں عمومیت کا رنگ دیدیتے ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء کے صریح خلاف ہے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔ "ونعوذ باللہ من ھتک العلماء الصالحین وقدح الشرفاء المھذبین سواء کانوا من المسلمین او المسیحیین او الاریۃ بل لا نذکر من سفھاء ھذہ الاقوام الا الذین اشتھروا فی فضول الھذر والاعلان بالسیئۃ۔ والذی کان ھو نقی العرض عفیف اللسان فلا تذکرہ الا بالخیر ونکرمہ ونعزہ ونحبہ کالاخوان ونسوی فیہ حقوق ھذہ الاقوام الثلثۃ ونبسط لھم جناح التحنن والرحمۃ" (لجۃ النور ص۶۲) یعنی ہم علماء صالحین کی ہتک کرنے اور تہذیب یافتہ شرفاء کی عیب گیری سے اللہ تعالےٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ خواہ وہ مسلمان ہوں یا عیسائی یا آریہ۔ بلکہ ہماری قلبی کیفیات تو یہ ہیں۔ کہ ہم کمینہ لوگوں میں سے بھی صرف انہی کو سخت الفاظ سے خطاب کرتے ہیں۔ جو اپنی لغو گوئی اور ارتکاب معصیت میں حد سے بڑھ جاتے ہیں۔ وگرنہ جو شخص نیک آبرو اور پاک زبان ہے ہم ہمیشہ اسکی تعظیم کرتے۔ اور اس سے اپنے بھائیوں کی طرح محبت کرتے ہیں۔ اور ہم اس خصوص میں متذکرہ بالا تینوں اقوام کے حقوق کا خیال رکھتے ہیں۔ اور سب کے لئے رحمت اور محبت کے دروازے کھلے رکھتے ہیں۔

یہ اور ایسی ہی دوسری تحریرات اس امر پر شاہد ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سخت الفاظ اپنے اندر عمومیت نہیں۔ بلکہ خصوصیت کا پہلو رکھتے ہیں پس معترضین

تاریخ اسلام

تاریخ اسلام کا نیا دور

شرک سے بیزاری کا جذبہ

فتح مکہ دراصل مسلمانوں کے نمایاں غلبہ کا دن تھا۔ اور اس کے بعد تاریخ اسلام میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ اقوام عرب اس بات کا انتظار کر رہی تھیں۔ کہ اسلام کی مخالفت میں قریش کامیاب ہوتے ہیں۔ یا ناکام۔ اور جب واقعات نے بتا دیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو نہایت کمزوری اور بے کسی کی حالت میں تھے۔ حتیٰ کہ آپ کو رات کے وقت مکہ کو چھوڑنا پڑا تھا۔ ایک نہایت قلیل عرصہ کے اندر اندر عظیم الشان کامیابی حاصل کر لی۔ تو ساتھ ہی صداقت اسلام بھی سعید الطبع لوگوں پر آشکار ہو گئی۔ اور انہوں نے دیکھ لیا۔ کہ شرک اور بت پرستی وجہ نجات اور موجب فلاح و کامرانی نہیں ہو سکتی۔

مبلغین اسلام اور ان کا طریق کار

اس کے علاوہ چونکہ ملک میں پوری طرح امن قائم ہو چکا تھا۔ اور جہاں مسلمانوں کے لئے فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی کے لئے کافی فرصت تھی۔ وہاں لوگ بھی جنگ آزمائیوں سے اکتا کر اور اپنی ناکامی دیکھ کر اس قابل ہو چکے تھے۔ کہ اسلامی تعلیمات پر ٹھنڈے دل سے غور کر سکیں۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملک کے مختلف حصص میں دعاۃ اسلام روانہ فرمائے۔ تا لوگوں پر اسلام کے فضائل و محاسن ظاہر کریں۔ اور اگرچہ ان کی حفاظت کے لئے کچھ نہ کچھ فوج بھی ساتھ کر دی جاتی تھی۔ لیکن اس امر کے متعلق سخت تاکید تھی۔ کہ دعوت اسلام کے بارہ میں کسی شخص پر جبر نہ کیا جائے اور اس بات کی بہت احتیاط کی جاتی تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انصاف پسندی

اس سلسلہ میں حضرت خالد بن ولید کو قبیلہ بنی جذیمہ کی طرف بھیجا گیا۔ مگر وہ چونکہ تبلیغ سے زیادہ جہاد بالسیف کے اہل تھے۔ اس لئے کشت و خون کی نوبت آگئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اس کی اطلاع ہوئی۔ تو آپ کھڑے ہو گئے اور قبلہ رو ہو کر دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر فرمایا۔ خدایا میں خالد کے اس فعل سے بری الذمہ ہوں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مقتولین کا خون بہا ادا کرنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ آپ نے کتوں تک کا بھی خون بہا ادا کر دیا۔

امیر مبلغین کا تقرر

تبلیغ و اشاعت کے لئے جو جماعتیں باہر بھیجی جاتیں۔ بعض اوقات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں سے ہر فرد کا امتحان لیتے اور موزون ترین شخص کو قافلہ کا امیر مقرر فرما دیتے۔ اس اہلیت کا اندازہ کرتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خصوصیت کے ساتھ یہ دیکھتے۔ کہ قرآن شریف زیادہ کون جانتا ہے۔ چنانچہ ترغیب و ترہیب جلد ا صفحہ ۲۵۹ پر لکھا ہے کہ ایک موقعہ پر ایک کمسن نوجوان کو اسی معیار کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر قافلہ مقرر فرما دیا۔

محصلین واجبات

ایسے مبلغین کے علاوہ مفتوحہ ممالک میں واجبات کی وصولی کے لئے مسلمہ بزرگ اور متقی لوگوں کو بھیجا جاتا تھا۔ اور ان کے ساتھ بھی دعاۃ روانہ کر دیئے جاتے۔

اسلام کی اشاعت

ایک طرف تو اسلام کی انتہائی بے بسی و بے کسی کے باوجود اس کے مقابلہ میں کفار کی قوت و جبروت کو جو خوفناک ہزیمت اٹھانی پڑی۔ اسے مدنظر رکھتے ہوئے اور دوسری طرف مسلم مبلغین کی تبلیغ کے نتیجہ میں اسلام نہایت سرعت کے ساتھ پھیلنے لگا۔ اور حجاز کی حدود سے نکل کر بہت قلیل عرصہ میں ایک طرف تو یمن۔ بحرین یمامہ۔ عمان اور دوسری طرف عراق و شام تک پھیل گیا۔

قبائل کے اسلام قبول کرنے کا طریق

اسلام قبول کر لینے کا اعلان کرنے کے لئے بعض قبائل نے اپنے وفود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کئے۔ جن کی تعداد کے متعلق اختلاف ہے۔ ابن اسحاق نے صرف ۱۵ کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ابن سعد میں ستر اور سیرت شامی میں ایک سو چار وفود کے حالات درج ہیں۔ یہ وفود مختلف اوقات میں مدینہ میں داخل ہوتے۔ اور اپنے رسم و رواج کے مطابق اعلان اسلام کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے بہت عزت و توقیر کے ساتھ پیش آتے۔ ان کی آسائش و آرام اور مہمانداری کی بذات خود نگہبانی فرماتے۔ اور ہر طرح سے ان کی ضروریات کا خیال رکھتے۔ بلکہ واپسی کے وقت ان کو زاد راہ کے طور پر بھی کچھ نہ کچھ عطا فرماتے۔

اہل طائف کی درخواست مراعات کا جواب

باوجود اس قدر لطف و مدارات کے دین کے معاملہ میں آپ نے کبھی لحاظ نہ کیا۔ اور نہ ہی اس خیال سے کہ کوئی طاقتور قبیلہ اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیم میں ایک ذرہ بھی تبدیلی کو روا رکھا۔ چنانچہ جب اہل طائف کا وفد حاضر ہوا۔ تو اس کے رئیس نے کہا۔ ہم اس صورت میں اسلام قبول کر سکتے ہیں۔ کہ اول تو زنا ہمارے لئے ناجائز نہ ہو۔ کیونکہ ہم میں سے اکثر لوگ مجرد رہتے ہیں۔ اور اس کے سوا چارہ نہیں۔ دوسرے یہ کہ ہم چونکہ کاروباری لوگ ہیں۔ اس لئے ہمارے لئے سود جائز قرار دیدیا جائے۔ اور تیسرے شراب کی ممانعت نہ کی جائے۔ کیونکہ ہمارے ہاں انگور کی پیداوار بہت ہے۔ اور یہی چیز دراصل ہماری تجارت کی بنیاد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تمام شرائط کو کلیتہً رد فرما دیا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے معبود دیوتا یعنی لات کو توڑنے پر پس و پیش کیا۔ اور فیصلہ ہوا۔ کہ وہ خود اسے نہ توڑیں۔ بلکہ مدینہ سے بعض مسلمان جا کر یہ خدمت سر انجام دیں۔ ان لوگوں نے نماز۔ زکوٰۃ اور جہاد سے مستثنیٰ کئے جانے کی بھی درخواست پیش کی۔ نماز تو کسی صورت میں معاف نہ کی جا سکتی تھی۔ مگر زکوٰۃ اور جہاد کے متعلق ان کی کمزوری کو تسلیم کر لیا گیا۔ مگر ساتھ ہی یہ فرما دیا۔ کہ یہ لوگ خود یہ سب کچھ کرنے لگ جائیں گے۔ چنانچہ یہ امر پوری طرح ثابت ہے۔ کہ دو ہی سال بعد یعنی حجۃ الوداع کے موقعہ پر ان کا ہر فرد نہایت مخلص اور پکا مسلمان ہو چکا تھا۔

نجران کے عیسائیوں کا وفد

ان وفود میں سے نجران کا وفد بھی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ جہاں عیسائی عرب آباد تھے۔ اور ان کا ایک عظیم الشان کلیسا بھی وہاں موجود تھا۔ جسے وہ حرم کعبہ کا جواب سمجھتے تھے۔ اور اس کا اس قدر احترام کیا جاتا تھا۔ کہ اس کی حدود میں داخل ہونے والا ہر شخص مامون سمجھا جاتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دعوت اسلام کا خط لکھا جس کے جواب میں ان کے ساٹھ آدمی مدینہ میں آئے۔ اور انہوں نے مختلف سوالات کئے۔ جن کے جوابات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی الٰہی سے دئے۔ لیکن ان لوگوں کی قسمت میں ہدایت نہ تھی۔ وہ نہ مانے۔ آخر حکم خداوندی سے ان کو دعوت مباہلہ دی گئی۔ جسے قبول کرنے کے لئے پہلے تو وہ آمادہ ہو گئے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مباہلہ کے لئے نکلے تو انہوں نے صاف انکار کر دیا اور سالانہ کچھ رقم بطور خراج ادا کر کے مسلمانوں سے صلح کر لی۔

وفد بنو سعد

یہ قبیلہ بہت زبردست سمجھا جاتا تھا۔ اور لڑائیوں میں قریش کا دست و بازو تھا۔ رفتہ رفتہ یہ لوگ بھی اسلام لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سفارت روانہ کی۔ چونکہ ابھی تک خود پسندی کا نشہ باقی تھا۔ سفراء نے آ کر کہا۔ آپ نے ہمارے پاس کوئی مہم نہیں بھیجی۔ اور ہم خود ہی اسلام لائے ہیں۔ گویا وہ احسان جتا رہے تھے۔ کہ ہم مسلمان ہوتے ہیں۔ اس پر آیت کریمہ۔ یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ھداکم للایمان ان کنتم صادقین نازل ہوئی۔ غرضیکہ آہستہ آہستہ تمام اہم قبائل داخل اسلام

تحقیق الادیان

پہاڑی وعظ اور عیسائیوں کے موجودہ عقائد

اناجیل میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ایک وعظ درج ہے۔ جسے اصطلاحاً پہاڑی وعظ کہا جاتا ہے عیسائیوں کو اس بات پر ناز ہے۔ کہ اس وعظ کا ایک ایک لفظ ایسی قیمتی نصائح سے لبریز ہے۔ جو آب زر سے لکھنے کے قابل اور لوح قلب پر نقش کرنے کے لائق ہے۔ لیکن عجیب بات ہے۔ کہ اس وعظ کے رو سے عیسائیوں کے موجودہ عقائد کی صاف صاف تردید ہوتی ہے ؛

ابنیت مسیح کی تردید

یہ مسلمہ امر ہے۔ کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے ۔ یسوع مسیح ابن اللہ ہیں۔ اور ایسے ابن اللہ کہ کوئی دوسرا ان کا شریک نہیں۔ مگر پہاڑی وعظ سے اس کی تردید ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح فرماتے ہیں :۔

”مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے“ (متی ۵/۹)

نیز فرماتے ہیں :۔

”اپنے دشمنوں سے محبت رکھو۔ اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا مانگو تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو“ متی ۵/۴۴

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ صلح کرانے اور دشمن سے محبت رکھنے کے نتیجہ میں اصطلاحاً لوگ اللہ تعالیٰ کے بیٹے کہلا سکتے ہیں۔ اور جب تمام ایسے لوگ ابن اللہ کہلا سکتے ہیں۔ تو حضرت مسیح کے ساتھ عیسائیوں کا ”ابنیت“ کو مخصوص قرار دینا بالکل بے معنی امر ہو گیا ؛

حضرت مسیح اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں

دوسرا امر اس وعظ سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح نے اس غلط فہمی کا بھی ازالہ فرمایا ہے۔ کہ وہ کوئی مستقل یا صاحب شریعت نبی ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں :۔

”یہ نہ سمجھو۔ کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں ۔ بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں۔ ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلیگا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے“ (متی ۵/۱۷)

اس حوالہ سے ظاہر ہے۔ کہ یسوع مسیح اپنا درجہ شرعی انبیاء جتنا بھی قرار نہیں دیتے۔ بلکہ اپنے آپکو شریعت موسوی کا تابع بتلاتے ہیں اور جب وہ اپنے آپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کا پابند بتاتے ہیں۔ تو انہیں الوہیت کے تخت پر بٹھانا حد درجہ کی نافہمی ہے ؛

سچے اور جھوٹے مذہب میں مابہ الامتیاز

پہاڑی وعظ میں یسوع مسیح نے سچے اور جھوٹے مذہب میں ایک مابہ الامتیاز بیان فرمایا ہے۔ اور وہ یہ کہ

”اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے۔ اور برا درخت برا پھل لاتا ہے جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا۔ وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ پس ان کے پھلوں سے تم انہیں پہچان لوگے“ (متی ۷/۱۷)

اس اصل کے ماتحت اگر عیسائیوں کو اپنی صداقت پر یقین ہو۔ تو ان کا فرض ہے۔ کہ وہ موجودہ زمانہ میں نخل عیسوی کے اثمار دکھائیں۔ کیا وہ بدروحوں کو نکال سکتے۔ مردوں کو زندہ کر سکتے۔ اور پہاڑوں کو چلا سکتے ہیں۔ یا زہر بغیر خطرہ کے پی سکتے ہیں۔ اگر وہ اس معیار پر پورے نہیں اترتے۔ اور نہیں اتر سکتے۔ تو پہاڑی وعظ کی اس آیت کے ماتحت ان کے تمام دعاوی ہیچ ہیں۔

عیسائیت عالمگیر مذہب نہیں

چوتھی بات یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ یسوع مسیح اپنے دائرہ تبلیغ کو نہایت محدود قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں :۔

”پاک چیز کتوں کو نہ دو۔ اور اپنے موتی سوروں کے آگے نہ ڈالو ایسا نہ ہو۔ کہ وہ انہیں پاؤں کے نیچے روندیں۔ اور پلٹ کر تمہیں پھاڑیں“

اس میں آپ نے صریح طور پر اپنے ماننے والوں اور اپنے حواریوں کو یہ ہدایت دی ہے۔ کہ تمہیں جو کچھ اللہ تعالیٰ سے ملا ہے۔ وہ پاک چیز ہے۔ اسے غیر اقوام کو نہ دو۔ اور انہیں سور سمجھو کیونکہ وہ بدکاریوں کی وجہ سے سوروں سے مشابہت رکھتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ عیسائیت عالمگیر مذہب نہیں۔ بلکہ مختص القوم اور مختص الوقت تعلیم تھی۔

ان امور کے علاوہ جو عیسائیت کے بنیادی عقائد کے بالکل خلاف ہیں۔ پہاڑی وعظ میں ایسی باتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ جن کا نقص بالکل نمایاں ہے ؛

غصے ہونا

چنانچہ لکھا ہے :۔

”میں تم سے یہ کہتا ہوں۔ کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غصے ہوگا۔ وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا“

آپس میں محبت اور پیار رکھنا۔ بیشک ضروری ہے۔ مگر ہر حالت میں غصے ہونے کو ممنوع قرار دینا بھی درست نہیں۔ بہت دفعہ ایک شخص غلطی کا ارتکاب کرتا ہے۔ اگر اسے موقعہ اور محل پر تنبیہ نہ کی جائے۔ تو آئندہ اس کے زیادہ بگڑنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں اس پر غصے ہونا خود اسکی بہتری کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ اور ایسی حالت میں اسی کا نام اصلی محبت ہے۔ پس کسی پر غصہ ہونے کو بالکل ممنوع قرار دینا اس تعلیم کے ناقص ہونے کا ثبوت ہے ؛

احمق کہنے پر سزا

پھر لکھا ہے۔ جو شخص اپنے بھائی کو ”احمق کہیگا۔ وہ آگ کے جہنم کا سزاوار ہوگا“

اس تعلیم میں بھی یہ نقص ہے۔ کہ یہ نہیں بتایا گیا کہ اگر کوئی شخص فی الواقعہ احمق ہو۔ اور وہ احمقانہ کام کر کے خود نقصان اٹھا رہا اور دوسروں کو نقصان پہنچا رہا ہو۔ تو اسے کیا کہا جائے۔ اور کس طرح اس کے احمق پن سے اسے اور دوسرے لوگوں کو مطلع کر کے نقصان سے بچایا جائے ؛

غیر محرم عورت پر نظر ڈالنا

یسوع مسیح نے اپنے اس وعظ میں یہ بھی فرمایا ہے۔

”میں تم سے یہ کہتا ہوں۔ کہ جس کسی نے بری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا“ (متی ۵/۲۸)

گویا صرف بری خواہش سے غیر عورت پر نظر ڈالنے سے منع کیا گیا ہے لیکن دراصل اس بات کی اجازت دیدی گئی ہے۔ کہ غیر محرم عورت پر نظر ڈالی جائے۔ حالانکہ نظر ڈالنے کے بعد ہی اس کے برے نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ پس یہ تعلیم گو اچھی ہے۔ مگر مکمل نہیں۔ حقیقی نیکی اور پاکیزگی کے لئے وہ تعلیم ضروری ہے جو اسلام نے دی ہے۔ کہ غیر محرم پر نظر ہی نہ ڈالی جائے ؛

گناہوں کی معافی کا عجیب طریق

پھر یسوع مسیح فرماتے ہیں :۔

”اگر تیری دہنی آنکھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اسے نکال کر اپنے پاس سے پھینک دے۔ کیونکہ تیرے لئے یہی بہتر ہے۔ کہ تیرے اعضاء میں سے ایک جاتا رہے۔ اور تیرا سارا بدن جہنم میں نہ ڈالا جائے۔ اور اگر تیرا دہنا ہاتھ تجھے ٹھوکر کھلائے۔ تو اس کو کاٹ کر اپنے پاس سے پھینک دے۔ کیونکہ تیرے لئے یہی بہتر ہے کہ تیرے اعضاء میں سے ایک جاتا رہے اور تیرا سارا بدن جہنم میں نہ جائے“ ؛

ان احکام میں یسوع مسیح نے گنہگار کی معافی کا جو علاج بتلایا ہے۔ وہ نہایت ہی حیرت انگیز ہے آپ فرماتے ہیں۔ اگر آنکھ انسان کی ٹھوکر کا موجب ہو۔ تو اسے نکال کر پھینک دو۔ اور اگر ہاتھ ٹھوکر کا موجب ہو۔ تو اسے کاٹ دو۔ اس طرح تم دوزخ سے بچ سکوگے۔ لیکن اگر دنیا اس پر عمل کرے۔ تو ایسے لوگوں کے لئے دنیا ہی دوزخ بن جائے۔ انسان لولے لنگڑے ہو جائیں۔ اور کسی کام کے نہ رہ کر دوسروں کے لئے ناقابل برداشت بوجھ بن جائیں۔

پہاڑی وعظ سے عیسائیوں کی بیزاری

پہاڑی وعظ جس پر عیسائیوں کو بہت بڑا ناز رہا۔ اور اب بھی ان کے بڑے حصہ کو ہے اس کا یہ مختصر سا خاکہ ہے۔ غالباً انہی وجوہات سے متاثر ہو کر خود عیسائی دنیا اسے ناقابل عمل قرار دے رہی ہے۔ چنانچہ ایک مشہور عیسائی مصنف سٹیلے جولنس نے ”دی کرائسٹ آف دی ماؤنٹ“ نامی کتاب لکھی ہے۔ جس میں وہ پہاڑی وعظ کے متعلق لکھتا ہے :۔

”اس خطبہ میں ہم کو نہ تو وہ عقائد ملتے ہیں۔ جن پر کلیسیا کی بنیاد ہے اور نہ وہ اخلاقی معیار پائے جاتے ہیں۔ جو آج کل کی مسیحی سوسائٹی نے قبول کر رکھے ہیں“

پھر لکھا ہے ”خطبہ کے احکام انسانی فطرت کے مطابق نہیں ہیں“

معاصر ”سٹیٹسمین“ نے اس کتاب پر اظہار رائے کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ”اس کے مضامین ممکن ہے پڑھنے والوں کو برافروختہ کر دیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ نظر انداز کرنے کے بھی قابل نہیں ہیں“ (الجمعیۃ ۲۴ر جنوری)

اب سوال یہ ہے کہ جب اناجیل کا سب سے بہترین حصہ خود عیسائیوں کے نزدیک یہ حقیقت رکھتا ہے۔ تو باقی اناجیل کس صورت کی رہ جاتی ہیں۔

تھکیالہ پڑاوہ جاگیر پونچھ کے متعلق ہندو اخبارات کی غلط بیانیاں

مسلمانوں کے خلاف ہندو حکام کی سازشیں

علاقہ پونچھ کے کئی ایک معززین نے نمایندگان آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے سامنے پیش ہو کر حسب ذیل بیان دیا :-

ناقابل برداشت کسٹم ڈیوٹی

ریاست کی طرف سے علاقہ تھکیالہ میں کسٹم اس حد تک ناواجب تھی کہ مسلمان اس کو ادا کرنے سے بالکل عاجز تھے۔ ایک مدت دراز تک علاقہ تھکیالہ پڑاوہ کے مسلمان آئینی طور پر حکام بالا کو کسٹم میں تخفیف کرنے کی طرف توجہ دلاتے رہے۔ بیشمار درخواستیں بھی دیں۔ جب کوئی ذمہ وار افسر دورہ پر آتا۔ اس کی خدمتیں مسلمانوں کے وفد بھی گئے۔ لیکن ریاست (پونچھ) نے ٹس سے مس نہ کیا۔ اسپر جب بعض مسلمانوں نے دیکھا۔ کہ باوجود ہماری آئینی کوشش کے ریاست کسی صورت میں بھی کسٹم ڈیوٹی میں تخفیف کرنے کے لئے تیار نظر نہیں آتی۔ تو انہوں نے کسٹم ڈیوٹی ادا کرنے سے انکار کیا

ریاستی کمیشن

تب ریاست (پونچھ) نے خواجہ سیف الدین اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کسٹم اور سردار گورد کھ سنگھ تحصیلدار ٹھاکر نین سنگھ سب انسپکٹر کا ایک انکوائری کمیشن بھیجا۔ تحصیلدار صاحب موصوف کی خواہش تھی۔ کہ مسلمانوں کے ساتھ میرے ہاتھ پر کوئی سمجھوتہ ہو لیکن مسلمان جانتے تھے کہ اس کے ہاتھ پر سمجھوتہ کرنا مفید نہ ہوگا۔ اس لئے سر کردہ مسلمانوں نے خواجہ سیف الدین صاحب کے ذریعہ سمجھوتہ کیا۔ اسپر گورد کھ سنگھ صاحب کا جذبہ انتقام جوش میں آگیا۔ اس نے اور سب انسپکٹر نے مسلمانوں کیخلاف سازش شروع کر دی

مسلمانوں پر غلط الزام

اسی سلسلہ میں ہندوؤں نے سرکاری حمایہ کے ساتھ ملکر کسٹم ڈیوٹی کے چبوتروں کو جلا دیا۔ اور رپورٹ کر دی۔ کہ سردار فیروز خان اور ان کے لڑکے سردار فتح محمد خان و برادرش نوازش علی خان نے چبوتروں کو آگ لگائی ہے۔ حالانکہ ایک معمولی عقل کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ جبکہ مسلمانوں نے سمجھوتہ کر لیا تھا۔ اور یہ طے پا گیا تھا۔ کہ ۱۳ پھاگن ۱۹۸۶ بکرمی کو سری راجہ صاحب بہادر پونچھ کی خدمتیں حاضر ہو کر کسٹم ڈیوٹی کے متعلق معروضات پیش کئے جائیں گے۔ اور مسلمانوں نے اس پر کلی طور پر اتفاق کیا تھا۔ تو پھر ان کو کیا ضرورت تھی۔ کہ چبوتروں کو جلاتے۔ باقی رہا یہ الزام کہ سردار فیروز خان اور اس کے صاحبزادہ نے بغاوت کر کے کسٹم ڈیوٹی کے چبوتروں کو آگ لگائی۔ اسکی تردید اس سے ہو سکتی ہے۔ کہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کسٹم نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ کسٹم ڈیوٹی کے سمجھوتہ میں سردو اصحاب نے غیر معمولی مدد دی ہے۔ اور ان کی کوشش سے سمجھوتہ ہوا ہے۔ پھر ان پر یہ الزام لگانا کہ انہوں نے کسٹم چبوتروں کو آگ لگائی۔ صریح بددیانتی نہیں تو اور کیا ہے۔ دوسری سازش یہ کی گئی۔ کہ علاقہ تھکیالہ پڑاوہ کے ہندوؤں نے اپنے ماتحتان کلیان سنگھ گرداور لبھ سنگھ مہر اور سائیں داس کنسٹیبل کے ذریعہ تحریک کرنی شروع کرا دی۔ کہ سردار فیروز خان اور ان کا صاحبزادہ تمہیں لوٹنے اور قتل کرنے کی زبردست تیاری کر رہے ہیں جب گرداور اور مہر و کنسٹیبل مذکوران نے اس غرض سے گاؤں بگاؤں دورہ کرنا شروع کیا۔ تو سردار فیروز خان نے ذمہ وار افسران کو تحریری اطلاع کر دی۔ کہ تحصیلدار و تھانیدار اس طرح اپنے ماتحت عملہ کے ذریعہ ہم کو بدنام کر رہا ہے۔ اور ہمارے برخلاف ہندوؤں کو اکسا کر کوئی مقدمہ کھڑا کرنا چاہتا ہے۔ لیکن حکام نے کوئی تدارک نہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہندوؤں نے جانے کی تیاریاں شروع کر دیں :-

ہندوؤں کی حفاظت کی گئی

جب سردار فیروز خان اور ان کے لڑکے کو علم ہوا۔ تو انہوں نے ایک جلسہ منعقد کیا جس میں ہندوؤں کو ہر طرح یقین دلایا۔ کہ تم کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ہم تمہاری حفاظت کے ہر طرح سے ذمہ وار ہیں مگر ہندوؤں پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ کیونکہ ان کو یہ تو خطرہ ہی نہ تھا۔ کہ مسلمان ان کو لوٹینگے۔ بلکہ ان کا مطلب کچھ اور ہی تھا۔ جب ہندوؤں نے اپنا مال و اسباب صدر پونچھ اور راجوری کی طرف منتقل کرنا چاہا۔ تو سردار فیروز خان اور ان کے بھائی و صاحبزادہ نے اپنے نوکروں و خچروں کے ذریعہ بعض کو پولیس اسٹیشن تک پہنچا دیا۔ بعض ہندوؤں نے یہاں تک کیا۔ کہ جاتے وقت اپنے گھروں کی چابیاں سردار موصوف کو دے گئے اس کے بعد کئی ہندوؤں نے سردار صاحب موصوف کو خط بھیج کر اپنے نوکر اور خچریں روانہ کریں۔ چنانچہ سردار فیروز خان اور ان کے صاحبزادہ نے اپنے آدمی اور خچریں بھیج کر ان کو گھر بلایا۔ مکانات سپرد کئے جس کا گواہ سرکل انسپکٹر پولیس ہے۔ متعدد ہندو مردوں اور عورتوں نے سب جج کے پاس بیان دیا۔ کہ سردار فیروز خان اور اس کے صاحبزادہ نے ہماری جان و مال کی پوری طرح حفاظت کی ہے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جائے :-

ہندو اخبارات کے غلط بیانات

اب سوچنے کی بات ہے۔ کہ اگر بقول ہندو اخبارات سردار فیروز خان اور ان کے صاحبزادے ڈاکو اور باغی تھے۔ اور جس قدر بھی ہندوؤں کا نقصان ہوا ان کی سرکردگی میں ہوا ہے۔ تو انہوں نے کیوں جلسہ عام میں ان کی جان و مال کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا۔ اور ان کے کہنے پر بعضوں کو لینے نوکر اور خچریں و کر جہاں وہ جانا چاہتے تھے پہنچا دیا پھر اپنے نوکر اور خچریں بھیج کر ان کو اپنے گھروں میں بلایا۔ چند ہندوؤں نے باوجود تحصیلدار کے منع کرنے کے سب جج صاحب کے پاس بیان دیا۔ کہ سردار فیروز خان اور ان کے بھائی اور صاحبزادہ (فتح محمد خان) نے ہماری عدم موجودگی میں ہمارے مال و اسباب کی مکمل حفاظت کی ہے۔ اور جو ممکن طریقہ ہماری حفاظت کا ہو سکتا تھا۔ انہوں نے اختیار کیا کیا ایسے نیک دل انسانوں کے متعلق ڈاکو اور باغی کا لفظ استعمال کرتے ہوئے ہندوؤں کو ذرا شرم نہیں آتی۔ حالانکہ خود ان کے بھائیوں نے سردار صاحب موصوف کی شرافت اور کمال درجہ کی رواداری پر اپنے بیان سے مہر ثبت کر دی ہے :-

یہ وہ اصل واقعات ہیں۔ جن کو ہندوؤں نے انتہائی بددیانتی سے برعکس بیان کیا ہے۔ اور اعلیٰ حکام نے تین سو ڈوگرہ فوج جموں سے بلا کر مسلم رعایا تھکیالہ کی تباہی کے لئے متعین کر دی ہے ہم مہاراجہ بہادر اور راجہ صاحب پونچھ کو ان کی مسلم رعایا کی وفاداری کا یقین دلاتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔ کہ ہندوؤں کے اس بیان میں ذرا بھی صداقت نہیں۔ جو انہوں نے ہندو اخبارات میں شائع کرایا ہے۔ کہ فیروز خان نے ۲۵ گاؤں کا مالیہ وصول کر کے اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا ہے اور ان کے لڑکے نے دو ہندو دیویوں کو جبراً مسلمان بنا کر نکاح کر لیا ہے اس کے متعلق ہم صرف اس قدر کہنا چاہتے ہیں۔ کہ پچیس گاؤں چھوڑ ایک گاؤں کا مالیہ بھی وصول نہیں کیا گیا۔ اور نہ ہی سردار فیروز خان نے کبھی اپنی بادشاہت کا اعلان کیا۔ بلکہ وہ اپنے آپ کو راجہ صاحب بہادر پونچھ کی وفادار رعایا تصور کرتے ہیں۔ ان کے صاحبزادہ نے جو ایک شریف نوجوان ہیں۔ کبھی کسی ہندو دیوی کو جبراً مسلمان بنا کر نکاح نہیں کیا۔ یہ سب باتیں ہندو حکام نے اس لئے بنا رکھی ہیں۔ تاکہ علاقہ تھکیالہ پڑاوہ کے مسلمان راجہ صاحب بہادر کے حضور پیش ہو کر کسی قسم کے تکلیفات پیش نہ کر سکیں۔

ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ اگر سری راجہ صاحب بہادر پونچھ نے ڈوگرہ فوج کو فی الفور واپس بلا کر مسلمانوں کی جان و مال عزت و آبرو کو محفوظ نہ کیا۔ تو ان کی رعایا تھکیالہ سخت بدظن ہو جائیگی اور اگر انہوں نے سنت رام جج اور گورد کھ سنگھ تحصیلدار اور نین سنگھ تھانیدار کو جو نہ صرف مسلمانوں کی تباہی کا موجب بن رہے ہیں۔ بلکہ اندر ہی اندر ریاست کی جڑوں پر کلہاڑا چلا رہے ہیں۔ تبدیل نہ کیا۔ تو مسلمان بالکل تباہ ہو جائینگے اب بھی وقت ہے۔ کہ سری راجہ صاحب بہادر بہ نفس نفیس ان حالات کی تحقیق کر کے ہر سہ افسران کی فوری تبدیلی کے احکام نافذ فرمائیں۔

جلسہ سالانہ ۱۹۳۱ء پر بیعت کرنیوالوں کی فہرست

۲۹۷ علم الدین صاحب ضلع گورداسپور
۲۹۸ جلال الدین صاحب " سیالکوٹ
۲۹۹ برکت علی صاحب ریاست بہاولپور
۳۰۰ محمد غلیم خان صاحب ضلع گوجرانوالہ
۳۰۱ عبد الحمید صاحب " ہزارہ
۳۰۲ رحیم بخش صاحب " سیالکوٹ
۳۰۳ اللہ دتا صاحب " منٹگمری
۳۰۴ نور محمد صاحب " شیخوپورہ
۳۰۵ چوہدری عنایت محمد صاحب بی اے ضلع گورداسپور
۳۰۶ فتح محمد صاحب ضلع گورداسپور
۳۰۷ فضل احمد صاحب "
۳۰۸ احمد بخش صاحب "
۳۰۹ اسماعیل صاحب "
۳۱۰ خواجہ احمد صاحب "
۳۱۱ علی محمد صاحب "
۳۱۲ محمد صدیق صاحب کشمیر
۳۱۳ عبد الرحیم صاحب رائفز "
۳۱۴ منشی محمد عمر صاحب ضلع گورداسپور
۳۱۵ محمد عبد اللہ صاحب " منٹگمری
۳۱۶ فضل الٰہی صاحب " "
۳۱۷ لال محمد صاحب " کانگڑہ
۳۱۸ رحمت علی صاحب " منٹگمری
۳۱۹ نور احمد صاحب ریاست کپورتھلہ
۳۲۰ محمد لال صاحب ضلع منٹگمری
۳۲۱ غلام محمد صاحب " گورداسپور
۳۲۲ بوٹا صاحب " "
۳۲۳ بشیر احمد صاحب " امرتسر
۳۲۴ ابراہیم صاحب " گورداسپور
۳۲۵ محمد حسین خان صاحب " "
۳۲۶ جلال الدین صاحب " "
۳۲۷ تاج الدین صاحب " امرتسر
۳۲۸ بشیر احمد صاحب " شیخوپورہ
۳۲۹ غلام احمد صاحب " گورداسپور
۳۳۰ عبد الحق صاحب " "

۳۳۱ خوشی محمد صاحب ضلع گورداسپور
۳۳۲ ملک چراغ الدین صاحب " سیالکوٹ
۳۳۳ ملک محمد ظہیر علی صاحب " شاہ پور
۳۳۴ ملک علی حیدر خان صاحب سب انسپکٹر پولیس۔ ضلع گجرات
۳۳۵ محمد عبد اللہ صاحب ضلع سیالکوٹ
۳۳۶ کرم دین صاحب " "
۳۳۷ رحیم بخش صاحب " گورداسپور
۳۳۸ بشیر احمد صاحب ڈیرہ دون
۳۳۹ غلام قادر صاحب ضلع گورداسپور
۳۴۰ عمر دین صاحب " "
۳۴۱ مولوی سراج دین صاحب " منٹگمری
۳۴۲ فتح علی صاحب " شاہ پور
۳۴۳ شیخ غلام محمد صاحب " گورداسپور
۳۴۴ محمد عبد اللہ صاحب " سیالکوٹ
۳۴۵ لال دین صاحب " "
۳۴۶ عبد الغفور صاحب " ہوشیارپور
۳۴۷ عبد الرحمٰن صاحب " "
۳۴۸ عبد القیوم صاحب " "
۳۴۹ سردار خان صاحب " گورداسپور
۳۵۰ عبد الستار صاحب " ہوشیارپور
۳۵۱ عبد الستار صاحب " "
۳۵۲ محمد اسماعیل صاحب " "
۳۵۳ ملک محمد صاحب مالیر کوٹلہ
۳۵۴ سید جلال الدین صاحب پونچھ
۳۵۵ خواجہ محمد سعید صاحب کشمیر
۳۵۶ شوکت حیات خانصاحب ضلع گوجرانوالہ
۳۵۷ امان خان صاحب ضلع پشاور
۳۵۸ قلندر خان صاحب " "
۳۵۹ دوست محمد صاحب " "
۳۶۰ جمال دین صاحب " گورداسپور
۳۶۱ غلام نبی صاحب " گجرات
۳۶۲ فضل دین صاحب ولد نیز صاحب ضلع گورداسپور
۳۶۳ فضل دین صاحب ولد الہ دین صاحب " "
۳۶۴ عیدا صاحب " "

۳۶۵ جمال دین صاحب ضلع گورداسپور
۳۶۶ چوہدری طالعمند صاحب " "
۳۶۷ محمد سرور صاحب " گجرات
۳۶۸ عبد العزیز صاحب " گورداسپور
۳۶۹ محمد حسین صاحب " گجرات
۳۷۰ علی بخش صاحب " گورداسپور
۳۷۱ غلام حسین صاحب " "
۳۷۲ محمد حاجی صاحب " لاہور
۳۷۳ اللہ دتا صاحب " گورداسپور
۳۷۴ محمد الدین صاحب " "
۳۷۵ سید ملوک صاحب " افغانستان
۳۷۶ در مرجانہ بنت خداداد صاحب "
۳۷۷ نانوی بنت فقیر صاحب "
۳۷۸ گل پیری صاحبہ بنت شاہ محمد صاحب "
۳۷۹ شادا گلہ صاحبہ بنت بلند صاحب "
۳۸۰ سردارہ صاحبہ بنت امیر افضل صاحب "
۳۸۱ بی بی رحیمہ صاحبہ بنت یار محمد صاحب "
۳۸۲ بی بی فاطمہ صاحبہ " "
۳۸۳ بی بی ذوالحجہ صاحبہ " "
۳۸۴ بی بی رافعہ صاحبہ بنت غلام محمد صاحب "
۳۸۵ منظور الحق صاحب ضلع گورداسپور
۳۸۶ بشیر الدین احمد صاحب رنگپور بنگال
۳۸۷ راز محمد صاحب افغانستان
۳۸۸ نیاز محمد صاحب پسر "
۳۸۹ بی بی حفیظہ صاحبہ بنت "
۳۹۰ ست بھرائی صاحبہ اہلیہ مولا بخش صاحب ضلع ملتان
۳۹۱ مولا بخش صاحب ضلع ملتان
۳۹۲ میاں ستماں صاحب ولد مولا بخش صاحب " "
۳۹۳ محمد حسین صاحب " "
۳۹۴ بشیر احمد صاحب " "
۳۹۵ غلام احمد صاحب " "
۳۹۶ محمد شریف صاحب " "
۳۹۷ محمد عبد الرحمٰن صاحب " سیالکوٹ
۳۹۸ عبد الوحید خان صاحب سکھر بیرج

---

۳۹۹ بڈھا صاحب ضلع گورداسپور
۴۰۰ الہ دین صاحب " "
۴۰۱ عطاری صاحب " "
۴۰۲ برکت علی صاحب ضلع گورداسپور
۴۰۳ علی محمد صاحب " "
۴۰۴ رحمت علی صاحب " "
۴۰۵ محبوب بخش صاحب فرخ آباد
۴۰۶ رفیع اللہ صاحب ضلع ہزارہ
۴۰۷ برکت علی صاحب " گورداسپور
۴۰۸ چوہدری علی محمد صاحب " "
۴۰۹ منو خان صاحب " مینپوری
۴۱۰ اہلیہ بہاری خانصاحب " "
۴۱۱ عائشہ زوجہ پیار خانصاحب " "
۴۱۲ بلاقی صاحب " "
۴۱۳ حسن بی بی صاحبہ " گورداسپور
۴۱۴ غلام بی بی صاحبہ " "
۴۱۵ رحمت بی بی صاحبہ " "
۴۱۶ ہدایت بی بی صاحبہ " "
۴۱۷ غلام نبی صاحب " "
۴۱۸ طالعہ بی بی صاحبہ " "
۴۱۹ محمد بی بی صاحبہ " "
۴۲۰ حمیدہ بی بی صاحبہ " "
۴۲۱ جیواں بی بی صاحبہ " "
۴۲۲ طالعہ بی بی صاحبہ " "
۴۲۳ حاکم بی بی صاحبہ " "
۴۲۴ مسماۃ بڈھی صاحبہ " "
۴۲۵ تاج بیگم صاحبہ " "
۴۲۶ بیباں صاحبہ " "
۴۲۷ ہاجرہ بی بی صاحبہ " "
۴۲۸ روڑی عرف برکتے صاحبہ " "
۴۲۹ سکندر صاحب " "
۴۳۰ فیض محمد صاحب " "
۴۳۱ امیر الدین صاحب رنگپور بنگال
۴۳۲ ثناء الدین احمد صاحب " "
۴۳۳ محمد الیاس خان صاحب ضلع عادل آباد حیدر آباد دکن
۴۳۴ میاں قمر الدین صاحب بنگلہ ۱۵ حیدر آباد سندھ
۴۳۵ شیخ محمد صاحب ضلع مرشد آباد
۴۳۶ شیخ محمد سلطان صاحب " "
۴۳۷ یعقوب خان صاحب " اٹک
۴۳۸ رشیدہ بیگم صاحبہ " لاہور
۴۳۹ سید سعید شاہ صاحب " پشاور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

۲۳ فروری کے اجلاس میں گول میز کانفرنس کی مشاورتی کمیٹی نے اساسی حقوق پر بحث و تمحیص کی۔ اور فیصلہ کیا۔ کہ انفرادی حقوق کے متعلق پہلے برطانوی ہند کی رعایا کے مسئلہ کا فیصلہ ہو جائے۔ اور بعد ازاں ریاستی رعایا کا۔ کمیٹی نے بالاتفاق مذہبی حقوق اور معاد کی آزادی کی دفعات کو بلا امتیاز مذہب و ملت منظور کر لیا۔

نئی دہلی سے اخبار سٹیٹسمین کے نامہ نگار نے لکھا ہے کہ چونکہ مسلمان ممبروں نے فرقہ وار مسئلہ کے تصفیہ سے قبل مشاورتی کمیٹی میں پوری طرح حصہ لینے میں مشکلات کا اظہار کیا ہے۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس سوال کے متعلق وزیر اعظم بہت جلد ایک اعلان کر دیں۔ اور جب تک یہ نہ ہو۔ کمیٹی صرف انہی مسائل پر غور کریگی۔ جو فرقہ وار حیثیت نہیں رکھتے۔

شنگھائی سے ۲۲ فروری کی اطلاعات مظہر ہیں کہ چینی افواج پوری قوت سے جاپانی افواج کے زبردست حملوں کی مدافعت کر رہی ہیں چینیوں نے ان کے تمام حملے پسپا کر دئے ہیں۔ حتیٰ کہ جاپانی جرنیل کو ٹوکیو سے مزید کمک کی درخواست کرنی پڑی ہے۔ حکومت چین نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ آخری دم تک پیچھے نہیں ہٹے گی۔ نیز معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ جرمنی سے سامان جنگ اور گولہ بارود کثیر مقدار میں خرید رہی ہے

ٹوکیو سے ۲۲ فروری کی خبر ہے کہ لیگ اقوام نے جنگ بند کرنے کے لئے جو اپیل کی تھی۔ اس پر جاپان نے اعتراض کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ میثاق لیگ چین پر حاوی نہیں ہوتا۔ کیونکہ مستقل بدامنی۔ خانہ جنگی اور بغاوت کی وجہ سے اسے مہذب حکومتوں میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس وجہ سے لیگ کو کوئی حق نہیں۔ کہ جاپان کو ایسا مشورہ دے۔

الہ آباد سے ۲۲ فروری کی اطلاع ہے کہ بہادر گنج کی پولیس چوکی پر بم پھینکا گیا۔ جس سے دو لڑکے معمولی طور پر زخمی ہوئے۔ قریب ہی ایک اور بم پایا گیا۔

لکھنؤ سے ۲۳ فروری کی اطلاع ہے۔ کہ سیتا پور میں ایک سکول کے ہیڈ ماسٹر کی جائے رہائش سے ایک بم پڑا ہوا ملا۔ چوکیدار نے اسے دیکھ کر جب اٹھایا۔ تو وہ پھٹ گیا۔ اور وہ سخت زخمی ہو گیا۔

۲۳ فروری کو وائسرائے ہند نے کرنل کالون کو جو وزیر اعظم ریاست کشمیر مقرر ہوئے ہیں۔ شرف باریابی بخشا۔ آپ ۲۴ کو جموں میں مسٹر کول سے چارج لینے والے تھے

بنگال کونسل میں ۲۲ فروری کو ممبر مال نے کہا۔ کہ صوبہ کے بجٹ میں اس وقت دو کروڑ دس لاکھ ۴۹ ہزار کا خسارہ ہے۔ جسے پورا کرنے کے لئے حکومت ہند سے قرضہ لینے کا انتظام کیا گیا ہے۔ جو مساوی اقساط میں پچاس سال میں ادا کیا جائیگا۔

سی پی گورنمنٹ نے ایک سرکاری اعلان شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ کانگرس زبانی تو عدم تشدد کا دعویٰ کرتی ہے۔ لیکن حالت یہ ہے کہ ہنگس گھاٹ میں پولیس نے جب مفسدہ پردازوں کو گرفتار کرنا چاہا۔ تو ہجوم نے اس پر حملہ کر دیا۔ اور سنگباری سے سات کنسٹیبل اور سپرنٹنڈنٹ کو زخمی کر دئے۔ چنانچہ اب وہاں تعزیری پولیس قائم کر دی گئی ہے۔

روزانہ اکالی اور اولکار پریس امرتسر سے بعض قابل اعتراض مضامین کی اشاعت کی وجہ سے ۳-۳ ہزار کی ضمانتیں آرڈینینس کے ماتحت طلب کی گئی ہیں۔ جو دس یوم کے اندر داخل ہونی چاہئیں۔

نواب صاحب چھتاری جو آجکل سر فضل حسین کی جگہ حکومت ہند میں ہیں ۲۳ فروری کو پشاور گئے۔ اور اسلامیہ کالج کو پانچ ہزار کا عطیہ دیا۔ اسی روز آپ سر محمد شفیع کی تعزیت کے لئے لاہور تشریف لائے۔

لوکل سیلف گورنمنٹ نے بلدیات میں مسلمانوں کی اکثریت کو کالعدم کرنے کے لئے ترمیم قانون بلدیات کا جو مسودہ پیش کیا ہے۔ امرتسر میونسپلٹی نے ۲۱ فروری کے اجلاس میں اس کی پر زور مذمت کی۔ اور فیصلہ کیا۔ کہ اس کے متعلق کس قسم کی کارروائی سے پیشتر پنجاب کے بلدیات کے صدر صاحبان کی ایک کانفرنس منعقد کی جانی چاہئیے۔

۲۳ فروری کو بنگال کونسل نے ۱۶ کے مقابلہ پر ۷۵ ووٹوں سے ہوم ممبر کو قانون ترمیم ضابطہ فوجداری پیش کرنے کی اجازت دیدی۔ جسے پیش کرتے ہوئے ہوم ممبر نے کہا۔ کہ گورنر جنرل نے جو آرڈینینس نافذ کیا تھا۔ اس کی میعاد اپریل میں ختم ہو جائیگی۔ لیکن صوبہ کی جو حالت ہے اس کے مستقبل قریب میں اصلاح پذیر ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اس لئے اس ترمیم کی ضرورت ہے۔ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ دہشت انگیزی کی بیخ کنی کر دے۔

معلوم ہوا ہے کہ لاہور اور امرتسر کے تمام مطابع کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ احراریوں کا کوئی اشتہار یا اعلان وغیرہ نہ چھاپیں۔

مجلس احرار کی طرف سے بار بار ایسے اعلانات شائع کئے جاتے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کئی لوگ اس مجلس کے نام سے سادہ لوح مسلمانوں کو لوٹ رہے ہیں۔ مجلس مذکور کے جمع شدہ سرمایہ کے متعلق بھی طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ مسلمانوں جیسی غریب قوم کو اپنے اموال سوچ سمجھ کر صرف کرنے چاہئیں۔

ضلع پشاور میں زیر دفعہ ۱۴۴ جلسوں۔ جلوسوں اور مظاہروں کی ممانعت کا جو حکم نافذ کیا گیا تھا۔ اس میں ۲۴ فروری سے مزید دو ماہ کی توسیع کر دی گئی ہے۔

گاندھی جی کے گجراتی اخبار نوجیون اور پریس سے آرڈینینس کے ماتحت اڑھائی اڑھائی ہزار کی ضمانت طلب کی گئی ہے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے حکم دیا تھا۔ کہ پریس کا احاطہ پولیس کے حوالہ کر دیا جائے۔ اور چونکہ ایسا نہیں کیا گیا۔ اس لئے پولیس نے اسے مقفل کر دیا ہے

۲۰ فروری کو سابق سلطان ترکی کے فرزند شہزادہ حمید دہلی وارد ہوئے۔

۲۴ فروری کو بنگال کونسل نے قانون ترمیم ضابطہ فوجداری بابت سنہ ۱۹۳۲ء کو ۱۸ کے مقابلہ میں ۹۴ آراء سے منظور کر لیا۔

۱۹ فروری کو کپتان کرکٹن آئی۔ ایم۔ ایس سرجن کرم ایجنسی پر بازار میں ایک قبائلی پٹھان نے قاتلانہ حملہ کر کے انہیں شدید طور پر زخمی کر دیا۔ حملہ آور وہیں گرفتار کر لیا گیا

اسمبلی کے اجلاس میں اس قرارداد پر بحث ہوئی۔ کہ سزائے موت کے خلاف اپیلوں کی سماعت کے لئے ہندوستان میں ایک سپریم کورٹ قائم کی جائے۔ جسے دیوانی اپیلوں کا بھی آخری حق حاصل ہو حکومت اس معاملہ میں غیر جانبدار رہی اور تجویز ۱۷ کے مقابلہ میں ۴۳ آراء سے منظور ہو گئی۔

۲۴ فروری کو دارالعوام میں ایک ممبر نے دریافت کیا۔ کہ کیا ہندوستان میں سہ رنگ کا قومی جھنڈا لہرانا خلاف قانون ہے۔ وزیر ہند نے جواب دیا۔ کہ یہ اس وجہ سے جرم ہے کہ کانگرسی اسے احکام کے خلاف ورزی میں لہراتے ہیں۔ ایک اور سوال کے جواب میں اس نے کہا کہ سول نافرمانی کی تحریک کے سلسلہ میں اس وقت تک ۵۱ ہزار اشخاص گرفتار ہو چکے ہیں۔

ایک کانسرویٹو ممبر نے سوال کیا۔ کہ اس خیال

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا